تالیف
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں
شعبہ علوم اسلامیہ، انجینیرنگ یونیورسٹی، لاہور

نظر ثانی
مولانا محمد ارشد کمال

مکتبہ افکارِ اسلامی

سجدہ تلاوت کے احکام
اور
آیاتِ سجدہ کا پیغام
www.KitaboSunnat.com
مکتبہ دار العلوم الحجاز
تالیف
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں
شعبہ علوم اسلامیہ، انجینیرنگ یونیورسٹی، لاہور
نظرِ ثانی
مولانا محمد ارشد کمال
مکتبہ افکارِ اسلامی

نام کتاب ---------------- سجدۂ تلاوت کے احکام اور آیاتِ سجدہ کا پیغام

تالیف ---------------- ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں

نظرثانی ---------------- مولانا محمد ارشد کمال

ناشر ---------------- مکتبہ افکارِ اسلامی

اشاعت ---------------- مارچ 2013ء

قیمت ----------------

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973 فیکس: 042-37232369

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

دار الفکر الاسلامی گلی نمبر 3 مین بازار نواب آباد واہ کینٹ فون: 0321-5216287

فہرست مضامین

آیاتِ سجدہ کا پیغام

① سورۃ الاعراف کا سجدہ تلاوت

② سورۃ الرعد کا سجدہ تلاوت

③ سورۃ النحل کا سجدہ تلاوت

④ سورۃ بنی اسراءیل کا سجدہ تلاوت

⑤ سورۃ مریم کا سجدہ تلاوت

⑥ سورۃ الحج کا پہلا سجدۂ تلاوت

⑦ سورۃ الحج کا دوسرا سجدۂ تلاوت

⑧ سورۃ الفرقان کا سجدۂ تلاوت

⑨ سورۃ النمل کا سجدہ تلاوت

⑩ سورۃ السجدۃ کا سجدۂ تلاوت

⑪ سورۃ ص کا سجدۂ تلاوت

⑫ سورۃ حم السجدۃ کا سجدۂ تلاوت

⑬ سورۃ النجم کا سجدۂ تلاوت

⑭ سورۃ الانشقاق کا سجدۂ تلاوت

⑮ سورۃ العلق کا سجدۂ تلاوت

عرضِ مؤلف

بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اس کے آگے سربسجود ہوتا ہے۔سجدہ نماز اور عاجزی وانکساری کی علامت بھی ہے۔عبادات میں سجدے کا مقام بہت بلند ہے۔نبی اکرم ﷺ طوالتِ قیام کے ساتھ ساتھ لمبے لمبے سجدے بھی کرتے تھے، بسا اوقات رات کا بہت سا حصہ حالتِ سجدہ میں ہی گزر جاتا۔اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا یہی طریقہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴾ (۲۵/ الفرقان:۶۴)

''اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں۔''

بندہ اپنی پیشانی زمین پر رکھ کر خالقِ کائنات کے سامنے اپنی انتہائی کمزوری، بیچارگی اور بندگی کا اظہار کرتا ہے۔اسلام میں اللہ کے سوا کسی کے سامنے جھکنے اور سجدہ کرنے کی اجازت نہیں۔اللہ تعالیٰ ہی کے حضور سجدہ ریز ہونے والا در در کی ٹھوکروں سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

سجدے کی ایک قسم وہ ہے جسے سجدہ تلاوت کہا جاتا ہے۔قرآنِ مجید کے وہ مقامات جہاں جہاں آیاتِ سجدہ آئی ہیں وہاں پر سجدہ کرنا مشروع ہے۔نبی اکرم ﷺ بعض اوقات کسی بڑے مجمع میں قرآن کی تلاوت کرتے تو آیتِ سجدہ آنے پر آپ ﷺ خود بھی سجدہ ریز ہو جاتے اور جو شخص جہاں ہوتا وہیں سجدے میں گر پڑتا، اگر کسی کو سجدے کی جگہ نہ ملتی تو وہ اپنے آگے والے شخص کی پشت پر سجدہ کر لیتا۔حتیٰ کہ جو لوگ سوار ہوتے وہ اپنی

سواریوں پر ہی جھک جاتے۔ اللہ کے رسول ﷺ بعض اوقات منبر سے اتر کر سجدہ تلاوت کرتے۔

جن آیات کی تلاوت وسماعت پر سجدہ تلاوت کیا جاتا ہے اُن میں توحیدِ باری تعالیٰ اور اس کی عظمت کا زبردست پیغام دیا گیا ہے۔ان آیات کو سُن کر مومن تو کیا کافر و مشرک بھی بے اختیار سجدہ ریز ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کو دلوں میں جاگزیں کرنے کے لیے اس کتاب کو زیورِ طبع سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ یہ مضامین اس سے قبل ماہنامہ دعوۃ التوحید میں سلسلہ وار تحریر کیے گئے تھے جنہیں اب افادۂ عام کے لیے مزید تحقیق اور حک و اضافہ کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے پہلے حصے میں سجدہ تلاوت کے چند ضروری احکام و مسائل کا تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب میں جس مقام پر کسی تفسیر کا مکمل حوالہ نہیں دیا گیا وہاں پر محولہ تفسیر کا وہی (زیرِ بحث) مقام دیکھا جا سکتا ہے۔

آخر میں مَیں مولانا محمد ارشد کمال حفظہ اللہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کتاب کی نظر ثانی کی اور بعض روایات کی تخریج میں حصہ ڈالا۔ جزاہ اللہ خیرا

علمائے کرام اور قارئین سے التماس ہے کہ اِس کتاب کی اصلاح اور بہتری کے لیے اپنی قیمتی آراء سے ضرور مطلع کریں۔ تمام معقول تجاویز نہ صرف فراخدلی سے قبول کی جائیں گی بلکہ آئندہ اشاعت میں شکریے کے ساتھ انہیں کتاب کی زینت بھی بنایا جائے گا۔

ان شاء اللہ

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

مدرس شعبہ علومِ اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

۹ ربیع الاول، ۱۴۳۴ھ (۲۲ جنوری، ۲۰۱۳ء)

سجدۂ تلاوت
کے
احکام ومسائل

سجدۂ تلاوت کا شرعی حکم

سجدۂ تلاوت کی مشروعیت پر ائمہ دین کا اجماع اور تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہے۔
قرآن میں بھی تلاوت سننے پر سجدہ کرنے کا اشارہ موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۩ ﴾

(۸۴/ الانشقاق: ۲۱)

''اور جب ان (کفار) کے پاس قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے۔''
اس آیت میں ان لوگوں کو مذمت کی گئی ہے جو سجدہ کی عظمت کا انکار کرتے ہوئے سجدہ نہیں کرتے اور نہ اس کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ [1]

احادیث میں سجدۂ تلاوت کی اہمیت وفضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

''جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر رونے لگتا ہے: ہائے افسوس! انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا، اس نے سجدہ کر لیا، اس کے لیے تو جنت ہے۔ جبکہ مجھے سجدے کا حکم ہوا تو میں نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا، لہٰذا میرے لیے جہنم ہے۔'' [2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سجدۂ تلاوت کتنے ذوق وشوق سے کرتے تھے، اس بات کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جا سکتا ہے:

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ ہماری موجودگی میں سجدہ والی سورت تلاوت کرتے (آیت سجدہ پر) آپ ﷺ سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے حتی کہ (ہجوم کی وجہ سے) پیشانی

---

[1] دیکھیے المغنی ۲/ ۱۷۸۔ [2] مسلم، الایمان، بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلوٰة، ح: ۸۱؛ ابن ماجة، اقامة الصلوات والسنة فیها، ح: ۱۰۵۲۔

رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی جس پر ہم سجدہ کرتے۔ [1]

اس حدیث اور دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت سنت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ ہم پر قرآن پڑھتے۔ جب سجدے کی آیت تلاوت کرتے تو اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ [2]

آیات سجدہ پڑھنے پر آپ ﷺ سجدۂ تلاوت کرتے تھے، جس سے اس سجدے کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جمہور ائمہ کے نزدیک سجدہ تلاوت پڑھنے اور سننے والے دونوں افراد کے لیے سنت ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہ سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے، جبکہ ائمہ ثلاثہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم سنت ہونے کے قائل ہیں۔ امام اوزاعی، امام بخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام نووی، امام شوکانی اور عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہم سجدہ تلاوت کو سنت کہتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری، سجود القرآن میں ماجاء فی سجود القرآن و سنتھا کا باب قائم کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ تلاوت کے عدمِ وجوب پر درجِ ذیل حدیث کو قوی ترین دلیل قرار دیا ہے:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۃ النحل پڑھی، جب سجدہ کے مقام ﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾...... (۱۶/ النحل: ۴۹) پر پہنچے تو منبر سے اترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ دوسرے جمعے کو پھر یہی سورت پڑھی۔ جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو فرمانے لگے:

''لوگو! ہم آیتِ سجدہ تلاوت کرتے ہیں تو جو شخص سجدہ کرلے اس نے درست اور اچھا عمل کیا اور جس نے سجدہ تلاوت نہیں کیا اس پر کوئی گناہ نہیں۔ نافع نے

---

[1] بخاری، سجود القرآن، من سجد بسجود القاریء، ح:۱۰۷۵؛ مسلم: ۵۷۵؛ ابوداؤد: ۱۴۱۲ [2] ابوداؤد، سجود القرآن، فی الرجل یسمع السجدۃ وھو راکب او فی غیر صلوۃ، ح:۱۴۱۳۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اللہ نے سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا بلکہ ہماری خوشی پر رکھا۔'' [1]

ایک اور روایت میں ہے کہ عمر بن خطاب نے جمعہ کے دن برسرِ منبر آیت سجدہ تلاوت کی، آپ نے منبر سے اتر کر سجدہ کیا، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ آئندہ جمعے میں بھی آپ نے آیت سجدہ تلاوت کی، لوگ سجدہ کرنے کے لیے تیار ہوئے تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكْتُبْهَا عَلَيْنَا......

''اللہ نے ہم پر سجدۂ تلاوت فرض نہیں کیا، البتہ اگر ہم چاہیں تو کر لیں۔''

(اس دن) آپ نے سجدہ نہ کیا اور لوگوں کو بھی سجدہ کرنے سے روک دیا۔ [2]

یہ واقعہ بہت بڑے مجمع کے سامنے پیش آیا اور کسی نے بھی اس پر تعجب کا اظہار نہیں کیا اور نہ کسی سے اس کے خلاف منقول ہے۔ [3]

امام ابن قدامہ نے اس واقعہ کی بنا پر سجدہ کے واجب نہ ہونے پر استدلال کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔ [4]

لہٰذا اگر کوئی قرآن پڑھنے یا سننے والا کبھی سجدہ نہ کرے تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ تاہم شیطان کو ذلیل و رسوا کرنے اور اسے رلانے کے لیے سجدہ کرنا ہی افضل ہے۔

بعض علماء نے ایک اور حدیث سے بھی سجدہ تلاوت کے عدمِ وجوب پر استدلال کیا ہے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَیں نے اللہ کے رسول کے سامنے سورۃ النجم کی تلاوت کی، مگر آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔ [5]

---

[1] بخاری، سجود القرآن، من رأی ان اللہ عزوجل لم یوجب السجود، ح: ١٠٧٧۔

[2] مؤطا، القرآن، ماجاء فی سجود القرآن، ح:٤٨٢۔ [3] المغنی ٢/ ١٧٨۔

[4] ایضًا [5] بخاری، سجود القرآن، من قرأ السجدة ولم یسجد، ح: ١٠٧٢؛ مسلم: ٥٧٣؛ ابوداؤد: ١٤٠٤؛ ترمذی: ٥٧٦۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بعض علماء کا کہنا ہے کہ اگر سجدہ تلاوت واجب ہوتا تو نبی ﷺ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سجدہ کرواتے اور خود بھی کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ترکِ سجدہ بھی جائز ہے۔ بعض نے یہ کہا کہ اگر پڑھنے والا سجدہ نہ کرے تو سامع پر بھی واجب نہیں۔ [1]

مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

آپ کے اس وقت سجدہ نہ کرنے کی کئی وجوہات ہیں: علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آپ نے سجدہ اس لیے نہیں کیا کہ اس کا ترک بھی جائز ہے۔ اسی تاویل کو ترجیح حاصل ہے۔ امام شافعی کا یہی خیال ہے۔ [2]

مولانا موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آپ نے بعد میں سجدہ کر لیا ہو۔ [3]

لہٰذا سستی اور غفلت کو سجدۂ تلاوت نہ کرنے میں عادت نہیں بنالینا چاہیے۔

سجدہ کروانے کے لیے آیت سجدہ پڑھنا؟

تلاوت کرنے اور سننے والے دونوں کو سجدہ کرنا چاہیے۔ سجدہ تلاوت کی اکثر روایات میں تلاوت کرنے والے کے ساتھ ساتھ سننے والے کے سجدہ کرنے کا بھی تذکرہ ہے۔ [4]

تاہم سجدہ تلاوت نہ کرنا گناہ نہیں۔ اگر کوئی کسی کو آیت سجدہ اس لیے سنائے تاکہ اسے سجدہ کرنا پڑے، جبکہ سننے والے کا قصد نہ ہو تو بعض صحابہ ایسی حالت میں سجدہ نہیں کرتے تھے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو آیت سنتا ہے مگر وہ سننے کی نیت سے نہیں بیٹھا تھا، تو کیا اس پر سجدہ واجب ہے؟ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا:

اگر وہ اس نیت سے بیٹھا بھی ہو تو کیا! (گویا انہوں نے سجدہ تلاوت کو واجب نہیں سمجھا) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] ترمذی ۲۲۸/۱۔ [2] شرح بخاری ۲۰۸/۲۔ [3] ایضًا۔
[4] مثلاً دیکھیے بخاری: ۱۰۷۵؛ ابوداؤد: ۱۴۱۳۔

ہم سجدہ تلاوت کے لیے نہیں آئے۔ [1]

عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سجدہ تلاوت تو اس کے ذمے ہے جس نے آیت سجدہ قصد سے سنی ہو۔ سائب بن زید قصہ خوانوں کے سجدہ کرنے پر سجدہ نہیں کرتے تھے۔ [2]

آیت سجدہ قصد سے نہ سنی ہو تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک بھی اس پر سجدہ کرنا مستحب نہیں۔ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ دریں صورت سجدہ تلاوت کرنے کی تاکید نہیں کرتے اور اگر کوئی سجدہ کر لے تو اچھا ہے۔ [3]

تاہم اصحاب الرائے کہتے ہیں کہ بلا قصد سننے والے پر بھی سجدہ لاگو ہوتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما، نخعی، سعید بن جبیر، نافع اور اسحاق سے بھی یہی مروی ہے۔ [4]

نماز کے علاوہ سجدۂ تلاوت

نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں سجدۂ تلاوت مشروع ہے۔ الفتح الربانی (۱۶۳/۴) میں ہے کہ جمہور ائمہ کے نزدیک آدمی جب تنہا نماز پڑھ رہا ہو یا جب وہ امامت کروا رہا ہو تو اس کے لیے نماز میں، خواہ وہ جہری ہو یا سری، فرض ہو یا نفل، سجدہ تلاوت کرنا مستحب ہے۔

ابو رافع بیان کرتے ہیں: مَیں نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ نے ﴿ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۝ ﴾ (سورۃ الانشقاق) کی تلاوت کی تو سجدۂ تلاوت کیا۔ مَیں نے پوچھا: یہ کیسا سجدہ ہے؟ انہوں نے فرمایا:

مَیں نے ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے یہ سجدہ کیا ہے۔ مَیں یہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے جا ملوں۔ [5]

بہت سی احادیث سے خارج از نماز بھی سجدہ تلاوت کا ثبوت ملتا ہے۔ چند احادیث

---

[1] بخاری، سجود القرآن، من رأی ان اللہ عزوجل لم یوجب السجود۔

[2] بخاری، ایضًا۔ [3] المغنی: ۱۷۹/۱۷۸/۲۔ [4] ایضاً۔

[5] بخاری، سجود القرآن، من قرأ السجدۃ فی الصلوٰۃ فسجد بھا، ح: ۱۰۷۸؛ مسلم: ۵۷۸؛ ابو داوٗد: ۱۴۰۸۔

ملاحظہ کریں:

① عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قرآن پڑھتے، آیت سجدہ تلاوت کرتے تو ہمارے ساتھ سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہجوم کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو سجدہ کی جگہ نہ ملتی اور یہ نماز کے باہر ہوتا۔ [1]

مسلم میں فی غیر الصلوة اور ابوداؤد میں فی غیر صلاة کے الفاظ ہیں۔

② اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر سورة "صٓ" کی تلاوت کی اور جب آیتِ سجدہ تلاوت کی تو منبر سے اتر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ تلاوت کیا۔ آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ [2]

③ عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، سورۃ النحل کی آیتِ سجدہ آئی، آپ نے منبر سے اتر کر سجدہ کیا اور باقی لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ [3]

④ فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت سجدہ تلاوت کی تو سب لوگوں نے سجدہ کیا ان میں سے کچھ سواریوں پر تھے اور کچھ زمین پر سجدہ کرنے والے تھے۔ سوار لوگوں نے اپنے اپنے ہاتھوں پر سجدہ کیا۔ [4]

⑤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سورة النجم کی تلاوت کی تو ایک بوڑھے (امیہ بن خلف) کے علاوہ سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔ [5]

آیاتِ سجدہ دیکھنے پر سجدۂ تلاوت

آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی میں قرآن سننے اور پڑھنے پر سجدہ تلاوت کرنا چاہیے۔ محض آیاتِ سجدہ دیکھنے پر سجدہ تلاوت نہیں ہے۔ آیات دیکھ کر سجدہ تلاوت کرنا نہ

---

[1] بخاری:١٠٧٥۔١٠٧٦؛ مسلم: المساجد، سجود التلاوة، ح:٥٧٥؛ ابوداوٗد:١٤١٢۔

[2] ابوداوٗد: ١٤١٠؛ دارمی: ١٤٧٤؛ حاکم ١/ ٢٨٤۔٢٨٥۔

[3] بخاری: ١٠٧٧۔ [4] ابوداوٗد: ١٤١١؛حاکم ١/ ٢١٩۔

[5] بخاری:١٠٦٧، ١٠٧١؛ مسلم: ٥٧٦؛ ابوداوٗد: ١٤٠٦۔

تو نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔

آیاتِ سجدہ کا ترجمہ پڑھنے پر سجدۂ تلاوت

ترجمہ پڑھنا تلاوت قرآن نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے پڑھنے یا سننے پر سجدۂ تلاوت نہیں ہوتا۔

سجدۂ تلاوت کے لیے باوضو اور قبلہ رخ ہونا

سجدۂ تلاوث کے لیے باوضو اور قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں۔ باوضو اور قبلہ رخ ہونا نماز کی شرائط میں سے ہے۔ امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سجدۂ تلاوت چونکہ نماز نہیں ہے، لہٰذا اِس کے لیے نماز کی شرائط مقرر نہیں کی جائیں گی بلکہ یہ وضو کے بغیر بھی جائز ہے۔ [1]

امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار (۲/۳۴۰) میں اسی کو ترجیح دی ہے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت کے وقت سجدہ کیا تو مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس سب نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ [2]

ظاہر ہے کہ اس وقت سب مسلمان باوضو نہ ہوں گے اور مشرکوں کے وضو کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ مشرک تو ناپاک ہیں، ان کا وضو کیونکر ہوسکتا ہے!

نبی ﷺ لوگوں کی موجودگی میں سجدہ والی آیت پڑھتے اور سجدہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس طرح سجدہ کرتے کہ پیشانی رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی جس پر سجدہ کرتے۔ (ایضا: ۱۰۷۵)

اس قدر ہجوم میں اکٹھے سجدہ کرتے وقت نہ تو ہر شخص باوضو ہوتا ہے اور نہ قبلہ رخ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سجدہ تلاوت بغیر وضو کے ہی کر لیتے تھے۔ [3]

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ جو بے وضو شخص آیتِ سجدہ سنے وہ سجدہ کرے، خواہ جس سمت بھی اس کا چہرہ ہو۔ [4]

---

[1] مجموع فتاوی ۲۳/ ۱۶۵۔ [2] بخاری، سجود القرآن، سجود المسلمین مع المشرکین والمشرك نجس لیس له وضوء، ح: ۱۰۷۱۔

[3] بخاری، سجود القرآن، سجود المسلمین ...... [4] المغنی ۲/ ۱۷۵۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جب وضو کرنا مشکل ہو تو اس روایت سے بغیر وضو کے سجدہ تلاوت کرنے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے۔ [1]

اس سے معلوم ہوتا ہے اگر وضو کرنے میں مشقت نہ ہو تو سجدہ تلاوت کے لیے وضو کرنا افضل ہے۔ بلکہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سجدہ تلاوت کے لیے وہی شرط عائد کی جائے جو نفل نماز کے لیے لگائی جاتی ہے۔ یعنی حدث اور نجاست سے طہارت، ستر ڈھانپنا، قبلہ رخ ہونا اور نیت کرنا۔ اس میں ہمیں کسی اختلاف کا علم نہیں سوائے اس روایت کے جو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حائضہ اگر آیتِ سجدہ سنے تو (صرف) اپنے سر سے اشارہ کردے۔ [2]

عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سجدہ تلاوت کے لیے انہی شرائط کے قائل ہیں۔ [3]

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سجدہ تلاوت کے لیے طہارت ضروری ہے۔ اگر کوئی سفر کی حالت میں نہ ہو بلکہ گھر پر ہو تو سجدہ قبلہ رو ہو کر کیا جائے اور سواری پر قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں۔ جدھر بھی رخ ہو سجدہ کر لینا چاہیے۔ [4]

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ سجدہ تلاوت کے لیے باوضو اور قبلہ رُو ہونا ضروری نہیں تاہم باوضو اور قبلہ رُو ہو کر سجدہ تلاوت کرنا افضل ہے۔ امام مسجدِ نبوی ابوبکر جابر جزائری لکھتے ہیں:

اس میں زیادہ ثواب ہے کہ سجدہ کرنے والا باوضو ہو اور قبلہ رخ ہو کر سجدہ کرے۔ [5]

سجدۂ تلاوت کرتے وقت تکبیر کہنا

نماز میں سجدہ کرتے اور اٹھتے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھکتے وقت اور

---

[1] فتح الباری۔ [2] المغنی ۲/ ۱۷۵۔ [3] تحفة الاحوذی ۲/ ۲۱۹۔

[4] بخاری ، سجود القرآن، من رأی ان الله عزو جل لم یوجب السجود۔

[5] منهاج المسلم، ص: ۳۸۵۔

اوپر اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے، جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو بھی تکبیر کہتے تھے۔ [1]

بعض روایات میں سجدۂ تلاوت کرتے وقت تکبیر کہنے کی بھی صراحت ہے، ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن سناتے۔ جب آپ آیتِ سجدہ کے پاس سے گزرتے تو اللہ اکبر کہتے، اور سجدے میں جاتے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کرتے تھے۔ [2]

سجدۂ تلاوت کے لیے ہاتھ باندھنا

سجدہ تلاوت سے پہلے ہاتھ باندھنے کا ثبوت نہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہی۔

سجدۂ تلاوت اور رفع الیدین

شریعتِ اسلامی میں سجدہ تلاوت سے پہلے رفع الیدین کا کوئی ثبوت نہیں۔ بعض علماء نے سجدہ تلاوت سے پہلے کی جانے والی تکبیر کو تکبیر تحریمہ کے قائم مقام قرار دے کر اس موقع پر رفع الیدین کرنے کا موقف اختیار کیا ہے مگر یہ درست نہیں، کیونکہ اگر سجدہ تلاوت کو نماز کے سجدہ پر بھی قیاس کیا جائے تو بھی سجدہ تلاوت سے پہلے رفع الیدین نہیں کرنی چاہیے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ [3]

سجدۂ تلاوت کی دعائیں

سجدہ تلاوت کی مخصوص دعائیں اگر یاد نہ ہوں تو سجدہ تلاوت کو سجدہ نماز پر قیاس کرتے ہوئے سبحان ربی الاعلٰی پڑھا جاسکتا ہے۔ مگر سجدہ تلاوت کی دعا کے بارے میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سجدۂ تلاوت میں یہ دعا تکرار سے پڑھا کرتے تھے:

---

[1] ترمذی، الصلوۃ، ما جاء فی التکبیر عند الرکوع والسجود، ح: ۲۵۳۔

[2] ابوداوٗد، سجود القراٰن، ح: ۱۴۱۳۔ [3] بخاری: ۷۳۸۔

((سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ، وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ)) [1]

''میرا چہرہ اس ہستی کے لیے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی طاقت وقوت سے اس کے کان اور آنکھیں بنائیں۔''

بعض احادیث میں اس دعا کے بعد ((فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ)) [2] کے الفاظ بھی ہیں۔ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

''اللہ جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے، بہت بابرکت ہے۔''

سجدۂ تلاوت کی ایک اور دعا بھی احادیث سے ملتی ہے۔ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آ کر آپ سے عرض کرتا ہے: میں نے رات کو خواب دیکھا گویا میں ایک درخت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہوں۔میں نے جب سجدہ تلاوت کیا تو درخت نے بھی میرے سجدے کے ساتھ سجدہ کیا۔میں نے سنا کہ وہ درخت یہ پڑھ رہا تھا:

((اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ))

''اللہ! اس سجدہ کی وجہ سے (میرے لیے) اپنے پاس اجر لکھ دے اور اس کے سبب مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دے، اس (سجدے) کو میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا دے۔اس سجدے کو میری طرف سے قبول کر لے جیسے تُو نے اپنے بندے داؤد سے قبول کیا۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب آیتِ سجدۂ تلاوت کی تو میں نے آپ کو سجدہ میں وہی دعا پڑھتے سنا جو اُس شخص (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) نے درخت کی کہی ہوئی بیان کی تھی۔ [3]

---

[1] ابوداوٗد، سجود القرآن، مایقول اذا سجد، ح:١٤١٤؛ صحیح ابوداوٗد از علامہ البانی: ١٢٥٥؛ ترمذی، السفر، مایقول فی سجود القرآن، ح: ٥٨٠۔

[2] حاکم ١/ ٢٢٠۔ [3] ترمذی، السفر، ما جاء مایقول فی سجود القرآن، ح: ٥٧٩؛ ابن ماجۃ: ١٠٥٣ ، ابن ماجہ میں الفاظ مختصر اور قدرے مختلف ہیں۔

اس دعا کو چونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی پڑھا تھا لہٰذا اِس کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔

نوٹ: اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمادات (درخت وغیرہ) بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم اس تسبیح کا احساس نہیں رکھتے اور نہ ہم اس تسبیح کو سمجھتے ہیں۔ [1]

سجدۂ تلاوت کے بعد سلام

حالتِ نماز میں اگر آیتِ سجدہ تلاوت کی گئی ہو تو اس وقت سلام پھیرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے نماز منقطع ہو جاتی ہے۔ خارج از نماز سجدہ تلاوت کرنے کے بعد بھی سلام پھیرنا ثابت نہیں۔ (البتہ حنبلیہ اور شافعیہ کے نزدیک سجدہ کے بعد بیٹھ کر سلام پھیرنا مستحب ہے۔) [2]

تمام سجدے جمع کر کے ادا کرنا

سجدۂ تلاوت حالتِ نماز میں تو اسی وقت ادا کیا جانا مسنون ہے۔ تاہم خارج از نماز سجدۂ تلاوت کو مؤخر کیا جا سکتا ہے۔ نبی ﷺ کے بعض مواقع پر سجدہ تلاوت نہ کرنے کو بعض علماء نے اس کے عدمِ وجوب اور بعض نے اسے مؤخر کرنے پر محمول کیا ہے۔ تاہم تمام سجدوں کو جمع کر لینا خلافِ سنت ہے۔

نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد سجدۂ تلاوت

سورج کے طلوع وغروب اور زوال کے وقت کسی قسم کا سجدہ کرنا یا نماز شروع کرنا درست نہیں۔ ان اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت سجدۂ تلاوت کیا جا سکتا ہے۔ نمازِ فجر کے بعد فجر کی سنتیں ادا کرنے کا ثبوت حدیثِ تقریری سے ملتا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد قضا نماز

---

[1] دیکھیے ١٧/ بنی اسراءیل: ٤٤؛ ٢٢/ الحج: ١٨؛ ٥٧/ الحدید: ١؛ ٥٩/ الحشر: ١؛ ٦١/ الصف: ١؛ ٦٢/ الجمعة: ١؛ ٦٤/ التغابن: ١۔

[2] الفقہ علی مذاہب الاربعة ١/ ٤٦٨

ادا کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح سبھی نمازیں مثلاً تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء، نمازِ جنازہ، سورج گرہن، چاند گرہن کی نماز وغیرہ ادا کی جا سکتی ہے۔ اسی بنا پر سجدۂ تلاوت بعد از نمازِ فجر اور بعد از نمازِ عصر بھی کیا جا سکتا ہے۔ تاہم سبھی نمازوں اور قضا نمازوں کے علاوہ ان اوقات میں نفل نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

دورانِ خطبہ سجدۂ تلاوت

دورانِ خطبہ سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور بعض صحابہ سے ایسا کرنا ثابت ہے۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے منبر پر سورۃ ص کی تلاوت کی، جب آیتِ سجدہ پر پہنچے تو نیچے اتر کر سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر ایک دوسرا موقع آیا اور آپ نے اسی کی تلاوت کی، جب آپ سجدے کی آیت پر پہنچے تو لوگ سجدے کے لیے تیار ہو گئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

یہ ایک نبی (داود علیہ السلام) کی توبہ کا ذکر ہے لیکن میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم سجدہ کرنا چاہتے ہو۔ چنانچہ آپ نے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔" [1]

دوسرے خلیفہ راشد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی خطبۂ جمعہ کے دوران منبر سے اتر کر سجدہ کیا۔ ربیعہ بیان کرتے ہیں:

"عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ نحل پڑھی، جب سجدہ کی آیت
﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ...... ﴾ (۱۶/النحل: ۴۹۔۵۰)
تک پہنچے تو منبر سے اترے اور سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ دوسرے جمعہ کو پھر یہی سورت پڑھی، جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو فرمانے لگے:

---

[1] ابوداود، سجود القرآن، السجود فی ص، ح: ۱۴۱۰؛ دارمی، ح: ۱۴۷۴؛ حاکم ۱/ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔

لوگو! ہم سجدہ کی آیت پڑھتے چلے جاتے ہیں پھر جو کوئی سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا اور نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ اللہ نے سجدۂ تلاوت فرض نہیں کیا، ہماری خوشی پر رکھا۔" [1]

معلوم ہوا کہ دوران خطبہ سجدہ تلاوت کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہے۔

مقتدی اگر سجدہ والی آیت تلاوت کرے

امام کی متابعت واجب ہے جبکہ سجدہ تلاوت مسنون ہے۔ مقتدی کے لیے جائز نہیں کہ اگر امام سجدہ نہ کرے تو وہ سجدہ کرے۔ اگر اس نے یہ جانتے ہوئے کہ ایسا کرنا جائز نہیں، سجدہ کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

جب امام کی پیروی کی وجہ سے مقتدی سے ایک واجب عمل ساقط ہو جاتا ہے تو سنت تو بدرجہ اولیٰ ساقط ہو جاتی ہے۔ جو واجب امام کی پیروی میں مقتدی سے ساقط ہو جاتا ہے وہ پہلا تشہد ہے جب امام اسے بھول کر چھوڑ دے...... [2]

سجدۂ تلاوت کا متبادل

سجدۂ تلاوت کا شریعت میں کوئی متبادل عمل نہیں بتایا گیا نہ رکوع اور نہ سجدۂ نماز۔ حالتِ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کے وقت رکوع میں جانے کی بجائے سجدہ تلاوت کرنا سنت ہے۔ سجدۂ نماز میں کسی اور سجدے کی نیت کرنا درست نہیں کیونکہ اس کی نیت تو پہلے ہو چکی ہے۔ مزید برآں اگر ایک سجدے کو سجدۂ تلاوت قرار دے دیا جائے تو ایک رکعت میں ایک سجدہ کرنے سے نماز نہیں ہوگی۔ یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رکھنی چاہیے کہ نماز کے سجدے اور تلاوت کے سجدے کی تسبیح و دعا میں بھی فرق ہے۔

سجدۂ نماز ہمیشہ رکوع کے بعد جبکہ سجدۂ تلاوت ہمیشہ رکوع سے پہلے ہوتا ہے۔ اس

---

[1] بخاری، سجود القرآن، من رأى ان الله عزوجل لم يوجب السجود، ح: ۱۰۷۷۔ [2] فتویٰ از عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، مفتی اعظم سعودی عرب، مجلۃ الدعوۃ، سعودی عرب، مارچ ۱۹۹۵ء۔

کے برعکس کرنا سنت مطہرہ کے خلاف ہے۔

سجدہ تلاوت کرنے کے بعد واپس قیام والی حالت میں آ جائیں اور پھر رکوع کریں۔ یا حالت قیام میں پہنچ کر کسی سورت کی کچھ آیات تلاوت کرنے کے بعد رکوع کر لیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سورۃ النجم کی تلاوت کی (جس کے آخر میں سجدہ ہے۔) آپ نے سجدہ کیا پھر کھڑے ہو گئے، انہوں نے ایک اور سورت پڑھی (اور پھر رکوع کیا۔) [1]

آیت سجدہ کی تلاوت چھوڑ دینا تاکہ سجدہ نہ کرنا پڑے!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ، تابعین اور ائمہ دین سے ایسا کرنا منقول نہیں۔ لہٰذا ایسا کرنا مسلمانوں کے طریقے کے خلاف ہے۔ اسی لیے بہت سے اسلاف نے ایسا کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

اسی طرح صرف آیات سجدہ کی تلاوت کرنا تاکہ سجدہ کیا جائے، یہ بھی سلف صالحین کے طریقے کے خلاف ہے۔ [2]

سری نمازوں میں امام کا سجدہ تلاوت

سری نمازوں میں قرآن مجید کی کوئی بھی سورت تلاوت کی جا سکتی ہے اور اگر دورانِ تلاوت سجدہ آ جائے تو امام سجدہ کرے۔ مقتدیوں نے اگرچہ آیت نہیں سنی ہوتی تاہم امام کی اقتدا میں وہ بھی سجدہ تلاوت کریں گے۔ بعض احادیث کے عمومی حکم سے یہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جب امام سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔ حالت نماز میں آیت سجدہ پڑھنے پر سجدہ تلاوت نہ کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ نماز خواہ جہری ہو یا سری سجدۂ تلاوت کا حکم مختلف نہیں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں سجدہ تلاوت کیا، پھر کھڑے ہو گئے، پھر رکوع کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ نے تنزیل السجدۃ (سورۃ السجدۃ) تلاوت کی تھی۔ [3]

---

[1] مؤطا، القرآن، ماجاء فی سجود القرآن، ح:٤٨١۔ [2] المغنی ٢/ ٣٥٦۔

[3] ابوداوٗد، الصلاۃ، قدر القراءۃ فی صلاۃ الظهر و العصر، ح: ٨٠٧؛ مسند احمد ٢/ ٨٣۔

ملحوظہ: اس حدیث کی سند کو کئی علماء نے ضعیف قرار دیا ہے تاہم امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۲۱) نے اسے شیخین (بخاری و مسلم رحمہما اللہ) کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم سے موافقت کی ہے۔

ظہر وعصر میں نبی ﷺ کی قراءت کی مقدار کے اندازے کو اِسی سورت کے حوالے سے بتایا گیا ہے، ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ہم ظہر وعصر میں اللہ کے رسول ﷺ کے قیام کا اندازہ کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ آپ ظہر کی پہلی دو رکعت میں اتنی دیر قیام کرتے جتنی دیر الـم تنزيل السجدة پڑھی جائے اور پچھلی دو رکعت میں اس کا آدھا اور عصر کی پہلی دو رکعت میں ظہر کی پچھلی دو رکعت کے برابر اور عصر کی پچھلی دو رکعت میں اس کا آدھا۔ [1]

یہ اشکال کہ مقتدیوں کو رکوع کا مغالطہ لگ سکتا ہے کیونکہ انہوں نے آیت سجدہ کی تلاوت نہیں سنی ہوتی، کوئی حیثیت نہیں رکھتا، کیونکہ یہ مغالطہ تو جہری نمازوں میں بھی لگ سکتا ہے، اسی لیے تو عجمیوں کو بالخصوص پہلے بتانا پڑتا ہے کہ فلاں رکعت میں سجدۂ تلاوت ہوگا!

مزید برآں سری نمازوں میں بھی نبی ﷺ کوئی کوئی آیت بلند آواز سے پڑھ لیتے تھے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ظہر وعصر کی پہلی دو رکعت میں سورۃ الفاتحۃ اور کوئی اور سورت پڑھتے تھے، آپ کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا بھی دیا کرتے تھے۔ [2]

یہ ظاہر ہے کہ بلند آواز سے پڑھی جانے والی آیت سجدۂ تلاوت والی آیت بھی ہو سکتی ہے۔

سجدہ تلاوت دوسرے شخص کی طرف سے ادا کرنا

سجدۂ تلاوت ان لوگوں کی ذمہ داری ہوتی ہے جو خود قرآن کی تلاوت کرتے یا سنتے ہیں، کوئی دوسرا شخص کسی کی جگہ سجدۂ تلاوت ادا نہیں کرسکتا۔ نماز اور رکوع وسجود وغیرہ میں نیابت ثابت نہیں۔

---

[1] مسلم، الصلاة، القراءة فی الظهر و العصر، ح:٤٥٢؛ابو داوٗد، الصلاة، تخفيف الاخريين، ح: ٨٠٤۔ [2] بخاری، الاذان، اذا اسمع الامام الاية، ح: ٧٧٨۔

سجودِ تلاوت کی تعداد اور مقامات

صحیح موقف کے مطابق سجود تلاوت کی کل تعداد پندرہ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں قرآن میں پندرہ سجدے پڑھائے، جن میں سے تین مفصل سورتوں جبکہ دو سجدے سورۃ الحج میں ہیں۔ [1]
نوٹ: مفصل سورتوں سے مراد سورۃ الحجرات سے لے کر سورۃ الناس تک کی سورتیں ہیں۔ ان میں سورۃ النجم، الانشقاق اور العلق میں سجدۂ تلاوت ہے۔

بعض محققین نے اس حدیث کو ضعیف جبکہ امام نووی اور منذری نے حسن قرار دیا ہے۔ احناف کے نزدیک سجود تلاوت کی تعداد چودہ ہے۔ وہ سورۃ الحج کے دوسرے سجدے کے قائل نہیں۔ جبکہ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں: مَیں نے اللہ کے رسول سے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! کیا سورۃ الحج میں دو سجدے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

((نَعَمْ، وَمَنْ لَّمْ یَسْجُدْھُمَا فَلَا یَقْرَأْھُمَا)) [2]

''ہاں! جو یہ دو سجدے نہ کرے وہ ان کی تلاوت ہی نہ کرے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ سورۃ الحج (آیت: ۱۸) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قوی ہیں لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ قول قابلِ غور ہے کیونکہ اس کے راوی ابن لہیعہ رحمہ اللہ نے اپنی سماعت کی اس میں تصریح کر دی ہے اور اُن پر بڑی جرح کی گئی ہے۔ جو اِس سے اٹھ جاتی ہے۔ ابوداؤد میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ سورۃ الحج کو قرآن کی اور سورتوں پر یہ فضیلت دی گئی ہے کہ اس میں دو سجدے ہیں۔

---

[1] ابوداؤد، سجود القرآن، تفریع ابواب السجود و کم سجدة فی القرآن، ح: ۱۴۰۱؛ ابن ماجة، اقامة الصلوات، عدد سجود القرآن، ح: ۱۰۵۷۔

[2] ابوداؤد، سجود القرآن، تفریع ابواب السجود و کم سجدة فی القرآن، ح: ۱۴۰۲؛ ترمذی، الصلاة، ماجاء فی السجدة فی الحج، ح: ۵۷۸۔
نوٹ: یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو تعلیقات المشکاة (الصلاة، ح: ۱۰۳۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سند سے تو یہ حدیث مستند نہیں لیکن اور سند سے یہ مسند بھی بیان کی گئی ہے مگر صحیح نہیں۔ مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ میں اس سورت کی تلاوت کی اور دو بار سجدہ کیا اور فرمایا: اسے ان دو سجدوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ (ابوبکر بن عدی)۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے قرآن میں پندرہ سجدے پڑھائے، تین مفصل سورتوں میں دو سورۃ الحج میں۔ (ابن ماجہ و دیگر)۔ پس یہ سب روایتیں اس بات کو پوری طرح مضبوط کر دیتی ہیں۔" [1]

صحابہ کے عمل سے بھی سورۃ الحج میں دو سجدوں کے موقف کی تائید ہوئی ہے۔ ایک مصری آدمی نے بتایا کہ عمر بن خطاب نے سورۃ الحج کی تلاوت کی تو اس میں دو سجدے کیے، پھر فرمایا: اس سورت کو دو سجدوں سے فضیلت عطا کی گئی ہے۔ [2]

عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں:

مَیں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سورۃ الحج میں دو سجدے کرتے تھے۔ [3]

ان دلائل کے ہوتے ہوئے بعض لوگوں کا یہ کہنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ سورۃ الحج (آیت: ۷۷) میں خاص طور پر سجدے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ عام نیکیوں کا حکم دیا گیا ہے ،نیکیوں میں ایک نیکی سجدہ بھی ہے۔ نیز یہ استدلال بھی حقیقت سے دُور ہے کہ سورۃ الحج میں دوسرا سجدہ سجدہ تلاوت نہیں کیونکہ اس آیت میں رکوع اور سجدہ دونوں کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے آیت میں گویا نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے!

سجدہ یقیناً نیکی ہے مگر سجدہ تلاوت کر لینے سے اس نیکی پر کیا حرف آتا ہے؟ اسی طرح اگر بالفرض نماز پڑھنے کا ہی حکم دیا گیا ہے تو اس سے سجدۂ تلاوت کی نفی کیسے نکل آئی؟ سورۃ الحج کے دوسرے سجدے کے منکرین کی مذکورہ بالا قیاس آرائیاں بالکل قابل توجہ نہیں

---

[1] تفسیر ابن کثیر

[2] مؤطا ، القرآن، ماجاء فی سجود القرآن، ح:۴۷۹۔

[3] ایضاً، ح:۴۸۰۔

ہیں۔اس لیے کہ جو بات سورۃ الحج کے دوسرے مقامِ سجدہ تلاوت کے بارے میں کہی گئی ہے وہی سورۃ الاعراف (آیت: ۲۰۶) اور سورۃ النجم (آیت: ۶۲) کے مقاماتِ سجدہ کے بارے میں کہی جاسکتی ہے۔ کیونکہ ان مقامات پر بھی سجدہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اس سب کچھ کے باوجود احناف سورۃ ص کے سجدے کے قائل ہیں۔ آخر سورۃ الحج کا دوسرا سجدہ تسلیم کرنے میں کیا امر مانع ہے؟

شوافع کے نزدیک بھی قرآن مجید میں چودہ سجدے ہیں۔وہ سورۃ الحج کے دو سجدوں کے تو قائل ہیں مگر سورۃ صٓ کے سجدے کے قائل نہیں حالانکہ سورت صٓ کی تلاوت کے دوران نبی اکرم ﷺ نے یہاں سجدۂ تلاوت کیا ہے۔ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سورۃ صٓ کا سجدہ تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے البتہ میں نے نبی ﷺ کو اس میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ [1]

''تاکیدی سجدوں میں نہیں ہے'' کا مفہوم یہ ہے یہاں آیت سجدہ میں سجدہ کرنے کی تلقین نہیں ہے بلکہ یہاں داؤد علیہ السلام کی توبہ کا تذکرہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ انہی کی سنت پر چلتے ہوئے ہم بھی شکر کے لیے یہ سجدہ کرتے ہیں۔جب نبی آخرالزمان ﷺ نے یہ سجدہ کیا تو آپ کی اتباع میں ہمارے لیے بھی یہ سجدہ کرنا مسنون قرار پایا۔ایک لمبی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے برسرِ منبر سورۃ صٓ کی تلاوت کی، آیتِ سجدہ پر پہنچے تو آپ نے منبر سے اتر کر سجدہ تلاوت ادا کیا۔ [2]

مالکیہ کے نزدیک سورۃ النجم، الانشقاق اور العلق کے سجدے منسوخ ہیں، اس طرح ان کے نزدیک سجودِ تلاوت کی تعداد گیارہ رہ جاتی ہے مگر یہ موقف درست نہیں کیونکہ اس کی بنیاد ایک ضعیف روایت پر رکھی گئی ہے۔ [3]

نیز صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سورتوں میں تلاوت کے سجدے کیے

---

[1] بخاری، سجود القرآن، السجود فی ص، ح: ۱۰۶۹۔

[2] ابوداؤد، ایضاً، ح: ۱۴۱۰؛ ابن خزیمة، ح: ۱۴۵۵، ۱۷۹۵۔

[3] دیکھیے ابوداؤد: ۱۴۰۳۔

ہیں۔ [1]

سورۃ النجم کے سجدے کے بارے میں عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے النجم کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا۔ اس وقت قوم کا کوئی فرد (مسلمان یا کافر) بھی ایسا نہ تھا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ البتہ ایک شخص نے ہاتھ میں کنکری یا مٹی لے کر اپنے چہرہ تک اٹھائی اور کہا کہ میرے لیے یہی کافی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعد میں مَیں نے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت ہی میں قتل ہوا۔'' (یہ امیہ بن خلف تھا۔) [2]

سورۃ الانشقاق کے سجدے کے بارے میں ابو رافع بیان کرتے ہیں:

''مَیں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھی۔ آپ نے ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ کی تلاوت کی اور سجدہ کیا۔ مَیں نے عرض کیا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے اس کا جواب دیا: مَیں نے اس میں ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں سجدہ کیا تھا اور ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا تا آنکہ آپ سے جا ملوں۔'' [3]

بعض احادیث میں سورۃ الانشقاق کے سجدے کے ساتھ سورۃ العلق کے سجدے کا بھی تذکرہ ہوا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورت ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور ﴿اقْرَأْ

---

[1] مسلم، ح:٥٧٦؛ ابوداوٗد: ١٤٠٧۔ [2] بخاری، سجود القرآن، سجدة النجم، ح: ١٠٧٠؛ مسلم، المساجد، سجود التلاوة، ح: ٥٧٦، ابوداوٗد، سجود القرآن، من رأى فيها سجودا، ح: ١٤٠٦۔

[3] بخاری، سجود القرآن، من قرأ السجدة فی الصلاة فسجد بها، ح: ١٠٧٨، نیز دیکھیے ح: ١٠٧٤؛ مسلم، ایضًا، ح:٥٧٨؛ ابوداوٗد، سجود القرآن، سجود فی إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ، واقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، ح: ١٤٠٨؛ ترمذی، السفر، فی السجدة فی إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ و اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، ح:٥٧٣؛ نسائی: ٩٦٥؛ ابن ماجة، ح:١٠٥٨۔

بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴾ میں سجدہ کیا۔ [1]

یہ احادیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے موقع پر ۷ ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری زمانے کا عمل ہے۔ ان سجدوں کو منسوخ کہنا درست نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث سے تلاوت کے پندرہ سجدوں کا ثبوت ملتا ہے۔

ان پندرہ سجدوں کے مقامات درج ذیل ہیں:

① ﴿ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴾ (۷/ الاعراف:۲۰۶ ، آخری آیت)

② ﴿ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴾ (۱۳/ الرعد:۱۵)

③ ﴿ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ (۱۶/ النحل:۵۰)

④ ﴿ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴾ (۱۷/ بنی اسراء یل:۱۰۹)

⑤ ﴿ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴾ (۱۹/ مریم:۵۸)

⑥ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴾ (۲۲/ الحج:۱۸)

⑦ ﴿ وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (۲۲ / الحج:۷۷)

⑧ ﴿ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴾ (۲۵/ الفرقان:۶۰)

⑨ ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴾ (۲۷/ النّمل:۲۶)

⑩ ﴿ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ (۳۲/ السجدة:۱۵)

⑪ ﴿ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴾ (۳۸/ ص:۲۴)

⑫ ﴿ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴾ (۴۱/ حم السجدة:۳۸)

⑬ ﴿ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴾ (۵۳/ النجم:۶۲ ، آخری آیت)

⑭ ﴿ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴾ (۸۴/ الانشقاق:۲۱)

---

[1] مسلم ، المساجد ، سجود التلاوة ، ح: ۵۷۸؛ ابوداؤد ، ح: ۱۴۰۷؛ ترمذی ، ح: ۵۷۳؛ نسائی ، ح: ۹۶۶؛ ابن ماجة ، ح: ۱۰۵۸۔

⑮ ﴿ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۞ ﴾ (۹۶/ العلق:۱۹، آخری آیت)

ان آیات میں جب درجِ ذیل الفاظ پڑھ لیے جائیں تو سجدہ لاگو ہو جاتا ہے:

﴿ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۞ ﴾ (الاعراف)

﴿ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ ﴾ (الرعد)

﴿ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ ﴾ (النحل)

﴿ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ ﴾ (بنی اسراء یل)

﴿ خَرُّوْا سُجَّدًا ﴾ (مریم)

﴿ يَسْجُدُ لَهٗ ﴾ (الحج)

﴿ وَاسْجُدُوْا ﴾ (الحج)

﴿ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ ﴾ (الفرقان)

﴿ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ ﴾ (النمل)

﴿ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۞ ﴾ (السجدۃ)

﴿ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۞ ﴾ (ص)

﴿ خَرُّوْا سُجَّدًا ﴾ (حم السجدۃ)

﴿ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ ﴾ (النجم)

﴿ لَا يَسْجُدُوْنَ ۞ ﴾ (الانشقاق)

﴿ اسْجُدْ ﴾ (العلق)

آیاتِ سجدہ کا پیغام

جن وانس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ عبادت کا بہترین مظہر سجدہ ہے۔ تمام بنی نوع انسان کو حکم ہے کہ وہ اظہارِ بندگی کے لئے مالکِ ارض وسماکے حضور سر بسجود ہوں۔ انبیاء علیہم السلام اور اسلافِ امت اللہ ہی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوئے۔ آیاتِ سجدۂ تلاوت میں ربِ کائنات کی توحید کا پیغام نمایاں کیا گیا ہے۔

(۱)
سورۃ الاعراف کا سجدۂ تلاوت

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ۩ ﴾ (۷/ الاعراف:۲۰۶)

''بے شک جو آپ کے رب کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ وہ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔''

اس آیت کے سجدہ تلاوت کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و هذه اول سجدة فی القرآن مما يشرع لتاليها و مستمعها السجود بالاجماع۔

''اور یہ قرآن میں تلاوت کا پہلا سجدہ ہے جو پڑھنے اور سننے والے پر بالاجماع شرعاً لاگو کیا گیا ہے۔'' [1]

اس آیت میں درج ذیل پیغامات ہیں:

ملکوتی صفت، عاجزی

فرشتے جو نُور سے پیدا کئے گئے ہیں، اس کائنات میں مختلف مقامات پر تعینات ہیں۔ بہت سے فرشتے مکانی اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے:

۱۔ ﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ ﴾

(۴۰/ المؤمن:۷)

''عرش کے اٹھانے والے اور اس کے پاس کے فرشتے اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تُو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم

[1] تفسیر ابن کثیر۔

سے گھیر رکھا ہے، پس انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔"

۲۔ ﴿فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ﴾ (۴۱/ حم السجدۃ:۳۸)

"پھر بھی اگر یہ کبر و غرور کریں تو وہ (فرشتے) جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں وہ تو رات دن اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں اور وہ (کسی وقت بھی) نہیں اکتاتے۔"

۳۔ ﴿وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ﴾

(۲۱/ الانبیاء:۱۹-۲۰)

"آسمانوں اور زمین میں جو ہے اسی (اللہ) کا ہے اور جو اُس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا بھی سستی نہیں کرتے۔"

ان مقامات پر "اس کے پاس کے فرشتے"، "وہ (فرشتے) جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں" اور "جو اُس کے پاس ہیں" کے الفاظ قابلِ توجہ ہیں۔

اسی طرح کی اور بھی کئی آیات ہیں۔

فرشتوں میں عاجزی پائی جاتی ہے، تکبر اللہ تعالیٰ کے بندوں کی شان کے منافی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا﴾ (۴/ النساء:۱۷۲)

"مسیح کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ و عار یا تکبر و انکار ہرگز ہو ہی نہیں سکتا اور نہ مقرب فرشتوں کو، اور اس کی بندگی سے جو بھی دل چرائے اور تکبر و انکار کرے تو وہ ان سب کو اپنی طرف اکٹھا جمع کر لے گا۔"

اس سے اگلی آیت میں یہ بھی فرمایا:

﴿ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴾ (٤/ النساء:١٧٣)

''اور جن لوگوں نے ننگ و عار، سرکشی اور انکار کیا وہ انہیں المناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لئے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے۔''

جو لوگ اللہ کی بندگی اختیار کرنے سے رک جائیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾

(٤٠/ المؤمن:٦٠)

''جو لوگ میری عبادت سے تکبر کریں، وہ ذلیل و حقیر ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

فرشتوں کو اللہ کے عاجز بندے ہونے سے کوئی عار نہیں، وہ اللہ کی بندگی میں ہمہ وقت مشغول رہتے ہیں اور عبادت میں تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴾

(٢١/ الانبياء:١٩)

''اور جو اُس کے پاس ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔''

فرشتے اور اللہ کی تسبیح

فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب، نقص، کمزوری اور خطا و نسیان وغیرہ سے منزہ قرار دیتے ہیں اور اس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ﴾ (٤٢/ الشورٰی:٥)

''اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔''

فرشتے دن رات اللہ کی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں، وہ تسبیح میں وقفہ نہیں کرتے اور نہ اکتاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴾ (۲۱/ الانبیاء: ۲۰)

''وہ (فرشتے) رات اور دن تسبیح کرتے ہیں، وہ وقفہ نہیں کرتے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ﴾

(۴۱/ حم السجدة: ۳۸)

''جو (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں وہ رات اور دن اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ اکتاتے نہیں ہیں۔''

سجدہ صرف اللہ کو کرنا چاہیے

فرشتے صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لَهُ کو يَسْجُدُونَ سے پہلے ذکر فرمایا ہے۔ اس تقدیم سے سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہو گیا۔ دیگر کئی آیاتِ سجدہ میں بھی یہی ترتیب اختیار کی گئی ہے۔ شریعتِ اسلامی میں اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ کسی بھی قسم کا سجدہ اللہ کے سوا کسی اور کو کیا جائے۔

﴿ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ﴾ پر جو شخص بھی سجدہ کرے گا اس کا حال ملائکہ جیسا ہو جائے گا۔ ساری کائنات کے انتظام و انصرام کی ذمہ داری ادا کرنے والی قوی ترین مخلوق جب اللہ کے آگے سجدہ ریز ہے تو اِنسان کو بھی ثابت کرنا چاہیے کہ وہ نہ تو تکبر میں مبتلا ہے اور نہ اللہ کی بندگی سے منہ موڑنے والا ہے۔

فرشتوں کا تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ کثرتِ عبادت واطاعت میں فرشتوں جیسی صفات اپنائی جائیں۔ فرشتے اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے لئے بھی شریعت نے سجدہ مقرر کیا ہے۔ شریعت اسلامی میں عبادت کے طریقے فرشتوں کی عبادت اور طریقوں سے ملتے جلتے ہیں۔ فرشتے صفوں میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ پہلے پہلی صفیں مکمل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ کرام سے فرمایا:

((اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟))

''تم اس طرح صف کیوں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے پاس صف بستہ ہوتے ہیں؟''

اس پر انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! فرشتے اپنے رب کے ہاں کس طرح صفیں باندھتے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

((يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ وَ يَتَرَاصُّوْنَ)) [1]

''وہ پہلے اگلی صفیں پوری کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔''

لہٰذا صف میں ذرا سی بھی گنجائش اور جگہ باقی نہیں چھوڑنی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ نہ کوئی خلا باقی رہتا اور نہ کوئی ٹیڑھ۔ صحابہ جب نماز کے لئے صف بناتے تو ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوتے۔ [2]

---

[1] مسلم، الصلوۃ، الامر بالسکون فی الصلاۃ والنھی عن الاشارۃ بالید و رفعھا عند السلام واتمام الصفوف الاول والتراص فیھا والامر بالاجتماع، ح:٤٣٠، ابوداؤد، ح: ٦٦١؛ نسائی، ح:٨١٥؛ ابن ماجہ، ح: ٩٩٢۔

[2] دیکھیے صحیح بخاری، الاذان، الزاق المنکب بالمنکب والقدم بالقدم فی الصف، ح:٧٢٥۔

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے دیکھیے راقم الحروف کی کتاب 'شوقِ عمل' کا عنوان: نماز میں صف بندی کا شوق۔

(۲)
سورۃ الرعد
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴾ (۱۳/ الرعد:۱۵)

''اور آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے خوشی اور ناخوشی سے اللہ ہی کو سجدہ کر رہا ہے اور پہلے اور پچھلے پہر اُن کے سائے بھی۔''

اللہ احکم الحاکمین کی عظمت وقدرت

آسمانوں اور زمین کی مخلوقات کے اللہ ہی کو سجدہ کرنے سے اس کی عظمت وقدرت کا اظہار ہوتا ہے۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلتا ہے۔ ہر چیز پر اسی کا غلبہ ہے۔

زیر بحث آیتِ سجدہ کے سیاق وسباق میں بھی اللہ تعالیٰ کی کبریائی، عظمت اور اختیارات کا تذکرہ ہے، جبکہ مخلوقات کی بے بسی کو اجاگر کیا گیا ہے۔ آیتِ سجدہ سے پہلے والی چند آیت اوران کا ترجمہ ملاحظہ کریں:

۱۔ ﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴾ (۱۳/ الرعد:۹)

''وہ غیب اور حاضر کو جاننے والا، بہت بڑا اور نہایت بلند ہے۔''

۲۔ ﴿ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴾ (ایضا:۱۰)

''برابر ہے تم میں سے جو بات چھپا کر رکھے اور جو اسے بلند آواز سے کرے اور وہ جو رات کو بالکل چھپا ہوا ہے اور (جو) دن کو ظاہر پھرنے والا ہے۔''

۳۔ ﴿ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴾ (ایضا:۱۱)

''اسی کے لئے اس کے آگے اور اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے کئی پہرے دار ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ نہیں بدلتا جو کسی قوم میں ہے، یہاں تک کہ وہ بدلیں جو اُن کے دلوں میں ہے اور جب اللہ کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کر لے تو اسے ہٹانے کی کوئی

صورت نہیں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہیں۔"

۴۔ ﴿هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ﴾ (ایضا:۱۲)

"وہی ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے، ڈرانے اور امید دلانے کے لئے اور بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔"

۵۔ ﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ﴾

(ایضا:۱۳)

"اور (بادل کی) گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ اور وہ کڑکنے والی بجلیاں بھیجتا ہے، پھر انہیں ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے، جب کہ وہ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں اور وہ بہت سخت قوت والا ہے۔"

۶۔ ﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾ (ایضا:۱۴)

"برحق پکارنا اسی کے لئے ہے اور جن کو وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی دعا کچھ بھی قبول نہیں کرتے، مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلانے والا ہے، تاکہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے، حالانکہ وہ اس تک ہرگز پہنچنے والا نہیں، اور نہیں ہے کافروں کا پکارنا مگر سراسر بے سود۔"

ان آیات کے بعد آیتِ سجدہ ہے۔آیتِ سجدہ کے بعد والی آیت میں یہ اعلان کروایا گیا:

﴿قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى

وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (۱۳/ الرعد:۱٦)

''کہہ دیجیے! آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دیجیے! اللہ۔ کہہ دیجیے! پھر کیا تم نے اس کے سوا کچھ کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنی جانوں کے لئے نہ کسی نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے؟ کہہ دیجیے! کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں؟ یا انہوں نے اللہ کے لئے کچھ شریک بنا لئے ہیں جنہوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہے، تو پیدائش ان پر گڈمڈ ہوگئی ہے؟ کہہ دیجیے! اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی یکتا ہے، نہایت زبردست ہے۔''

فرشتے اور جن وانس کے ساتھ ساتھ ہر مخلوق چار و ناچار اسی واحد و قہار کے آگے سجدہ ریز ہے۔ مومنین خوشی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے پیشِ نظر اس کے حضور عاجزی و انکساری اور بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾ (۲۱/ الانبیاء:۹۰)

''یقیناً وہ (بزرگ لوگ) نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں رغبت وخوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے تھے۔''

اس کے برعکس کفار اپنے تمام تر تکبر اور نخوت کے باوجود تکوینی طور پر اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ کسی میں مجال نہیں کہ احکم الحاکمین سے سرتابی کرے۔ صحت و مرض، تونگری و فقر اور موت و حیات دینے پر اللہ ہی کا اختیار ہے۔

موت نے کر دیا لاچار وگرنہ انسان
تھا وہ کافر کہ اللہ کا بھی نہ قائل ہوتا

قرآنِ مجید کی کئی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین بھی مشکل حالات اور

مجبوری میں صرف اللہ کو پکارتے اور اس پر ایمان لانے کا وعدہ کرتے۔ [1]

انسان کی دو حالتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَـَٔا بِجَانِبِهِۦ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ ﴾ (٤١/ حم السجدة:٥١)

''اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ (اطاعتِ حق سے انحراف کر لیتا ہے اور تکبر کا اظہار کرتا ہے) اور جب اسے مصیبت پڑتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی دعائیں کرنے والا بن جاتا ہے۔''

وہ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیتا ہے اور مصیبت کی حالت میں بارگاہِ الٰہی میں تضرع وزاری اور فریاد کرتا ہے۔

مخلوقات کے سائے بھی اللہ کو سجدہ کرتے ہیں

فرشتوں اور جن وانس کے سایوں کے سجدہ کرنے کی اصل حقیقت تو اللہ ہی جانتا ہے۔ البتہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ان کے سایوں کا صبح وشام مغرب ومشرق کی طرف گرنا مراد ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے ان کا بھی اپنے سایوں پر اختیار نہیں کہ وہ انہیں سجدہ کرنے اور جھکنے سے روک سکیں۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ أَوَلَمْ يَرَوْا۟ إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَىْءٍ يَتَفَيَّؤُا۟ ظِلَـٰلُهُۥ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَٰخِرُونَ ﴾ (١٦/ النحل:٤٨)

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے اس کے سائے دائیں اور بائیں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں اور وہ عاجزی کرتے ہیں۔''

---

[1] دیکھیے الانعام:٦٣-٦٤، یونس:٢٢-٢٣-٩١، العنکبوت:٦٥-٦٦، لقمٰن:٣٢

(۳)
سورۃ النحل
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ﴾ (١٦/ النحل: ٤٨-٥٠)

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو چیزیں بھی پیدا کی ہیں ان کے سائے دائیں اور بائیں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، جانور بھی اور فرشتے بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے جو اُن کے اوپر ہے، ڈرتے ہیں اور وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔''

مخلوقات کے سائے

کیا لوگ اس میں غور وفکر نہیں کرتے کہ تمام اشیاء کے سائے دائیں اور بائیں مائل ہو کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں وہ اسی کے آگے جھکتے ہیں، تمام سایہ دار چیزیں اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزی کا اظہار کرتی ہیں لہٰذا یہ معبود نہیں ہوسکتیں۔

پہلی آیات سے معلوم ہوا کہ تمام مخلوقات کا سایہ ہوتا ہے، اسی طرح ایک اور آیت میں ہے کہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کے سائے پہلے اور پچھلے پہر اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ [1]

بعض لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ نبی ﷺ چونکہ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا، لہٰذا آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا! آپ ﷺ اولادِ آدم علیہ السلام میں سے ہیں۔ آپ ﷺ ہدایت کے نور ہیں نہ کہ نورِ مجسم۔ مزید برآں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا بلکہ یہ بات کہنا قرآن اور حدیث کے دلائل کے خلاف ہے۔ قرآن تو یہ کہتا کہ مخلوقات

---

[1] دیکھیے الرعد: ١٥۔

کے سائے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جبکہ احادیث میں بھی نوری مخلوق فرشتے کے سائے کا ذکر موجود ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کفار نے مثلہ کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے اس پر ایک رونے پیٹنے والی کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے اسے رونے پیٹنے سے منع کیا اور فرمایا (ان کی شان تو یہ ہے):

((مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا)) [1]

''فرشتے ان پر اپنے پَروں سے مسلسل سایہ کئے ہوئے ہیں۔''

حرفِ آخر بات یہ ہے کہ صحیح احادیث میں نبی اکرم ﷺ کے سائے کا صراحت سے تذکرہ ملتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے رات کو نماز پڑھاتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ بعد میں لوگوں نے اس خلافِ معمول عمل کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

میرے سامنے جنت پیش کی گئی تھی، میں نے اس میں عمدہ پھل دیکھے تو خیال آیا کہ اس میں سے کچھ لے لوں مگر حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جائیں تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی (وہ اتنی قریب کر دی گئی کہ)

((حَتّٰى رَأَيْتُ ظِلِّيْ وَظِلَّكُمْ)) [2]

''یہاں تک کہ میں نے (اس کی روشنی میں) اپنا سایہ اور تمہارا سایہ دیکھا۔''

ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک دن رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت تشریف لائے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری کے موقعہ پر آپ ﷺ کے سائے کا منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] بخاری، الجهاد، ظل الملائكة على الشهيد، ح: ٢٨١٦۔

[2] مستدرك حاكم ٤/ ٤٥٦، صحيح ابن خزيمة ٢/ ٥١، ح:٨٩٢۔

((فَبَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ إِذَا أَنَا بِظِلِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلٌ)) [1]

''ایک دن دوپہر کا وقت تھا کہ میں نے اچانک دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا سایہ آگے آ رہا ہے۔''

اسی طرح کی ایک روایت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

فلما كان شهر ربيع الاول۔ دخل عليها فرأت ظله [2]

''جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو آپ (ﷺ) ان کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کا سایہ دیکھا۔''

ان روایات میں ظلی (میرا سایہ) ظل رسول اللہ ﷺ (رسول اللہ ﷺ کا سایہ) اور ظلہ (آپ ﷺ کا سایہ) کے الفاظ نبی اکرم ﷺ کے سایہ مبارک کے روشن دلائل ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹھوس اجسام کا سایہ ہوتا ہے۔ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ عموماً انسانی جسم کا بہت ہی کم حصہ ہوتا ہے جس کا سایہ براہ راست زمین پر پڑتا ہے، کیوں کہ سارا جسم تو لباس پہننے کی بنا پر پوشیدہ ہوتا ہے، لہٰذا ملبوس اور مستتر جسم کا لباس سمیت سایہ زمین پر پڑتا ہے بلکہ یہ لباس کا ہی سایہ ہوتا ہے۔ لباس عام مادی اشیاء کا بنا ہوتا ہے جس کا ہر صورت میں سایہ ہوتا ہے۔

کون کون سی مخلوقات اللہ کو سجدہ کرتی ہیں؟

تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں، سورۃ النحل کی آیت (۴۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے تمام جاندار اور تمام فرشتے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

﴿يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ﴾ ''سجدہ کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے'' میں فرشتے بھی شامل ہیں۔ اس عمومی تذکرے کے بعد فرشتوں کا دوبارہ تذکرہ کیا گیا جس سے ان کی سجدہ ریزی کی شان و عظمت اور کثرت کا اشارہ ملتا ہے۔

---

[1] مسند احمد: ۶/ ۱۳۲۔ [2] مسند احمد: ۶/ ۳۳۸۔

اللہ کا جلال اور مخلوق کی عاجزی

تمام مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کے آگے بندگی اور عاجزی کا اظہار کرنا چاہیے۔﴿وَهُمْ دٰخِرُوْنَ﴾ ''اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں''،﴿وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ ''اور وہ تکبر نہیں کرتے'' اور﴿يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ﴾ ''وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں'' سے مخلوقات کی عاجزی اور اللہ تعالیٰ کے جلال کا اظہار ہوتا ہے۔

ملائکہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی معصیت نہیں کرسکتے مگر پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے احساس اور ہیبت وجلال کے پیش نظر اس سے لرزاں اور ترساں رہتے ہیں۔ جسے جتنی زیادہ اللہ کی معرفت حاصل ہوگی وہ اس کی اتنی ہی زیادہ عظمت دل میں بٹھائے گا جیسا کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کے اطہر دلوں کی کیفیت ہوتی تھی۔

اللہ اوپر ہے

فرشتوں کے بارے میں آنے والے الفاظ﴿يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے۔اللہ تعالیٰ کو جہاتِ ستہ سے منزہ قرار دینا درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جہت فوقیت ثابت ہے۔وہ سب سے اوپر عرش پر مستوی ہے (کما یلیق بشانہ) اگر اللہ تعالیٰ اوپر نہ ہوتا تو وہ فرشتوں کے تذکرے میں مِّنْ فَوْقِهِمْ اپنے بارے میں نہ فرماتا۔ نیز ساری مخلوق دعا میں اوپر کی طرف ہاتھ اٹھاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا معراج بھی اللہ تعالیٰ کے اوپر ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ عرش عظیم پر ہے

بعض لوگ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر وموجود سمجھتے ہیں، کچھ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولیاء وغیرہ میں حلول کر جاتا ہے، بلھے شاہ کی نظم کا عنوان ہے: ''مولا آدمی بن آیا'' دیکھیے کتاب ''آکھیا بلھے شاہ نے''۔اور قوال باچھیں پھاڑ پھاڑ کر گاتے ہیں کہ ''رب دلاں وچ رہندا'' (رب دلوں میں رہتا ہے) جب کہ قرآن وحدیث نے خبر دی ہے کہ وہ تو اوپر ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ﴾ (١٦/ النحل ٥٠)

''وہ (فرشتے) اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو اُن کے اوپر ہے۔''

آسمان ہمارے اوپر ہے:

﴿ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴾ (٧٨/ النبأ: ١٢)

اور اللہ تعالیٰ آسمانوں سے بھی اوپر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ ﴾ (٦٧/ الملك: ١٦)

''کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے۔''

﴿ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ ﴾ (ايضا: ١٧)

''یا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے:

﴿ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ﴾ (٤/ النساء: ١٥٨)

''بلکہ ان کو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔''

پاکیزہ کلمات اور نیک اعمال اللہ کی طرف چڑھتے اور اٹھائے جاتے ہیں۔ [1]

فرشتے اور جبریل علیہ السلام اللہ کی طرف اوپر چڑھتے ہیں۔ [2]

وحی اور قرآن کے اوپر سے نازل ہونے کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ [3]

ایک صحابی کی لونڈی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا:

((أَيْنَ اللّٰهُ؟)) (اللہ کہاں ہے؟)

اس نے جواب دیا:

في السماء (آسمان پر)

---

[1] ٣٥/ فاطر: ١٠۔ [2] ٧٠/ المعارج: ٤۔

[3] المؤمن: ١٠؛ الزمر: ١؛ حم السجدة: ٢، ٤٢؛ الدخان: ١-٥، تفصیل کے لئے دیکھیے شرح الطحاویۃ، صفحہ: ٢٦١ تا ٢٦٧۔

اس نے آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار بھی کیا تو آپ ﷺ نے اسے مومنہ قرار دیا۔ ❶

اللہ تعالیٰ کو ذی المعارج کہا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۝﴾ (۷۰/ المعارج: ۱-٤)

"ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے۔ جسے کوئی ہٹانے والا نہیں۔ اس اللہ کی طرف سے جو سیڑھیوں والا ہے۔ (بلندیوں والا ہے)، جس کی طرف فرشتے چڑھتے ہیں۔ جس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔"

اگر آپ بچوں سے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے تو وہ اپنی فطرت سلیمہ سے جواب دیں گے کہ اوپر ہے۔

وفات نبوی پر ایک طویل خطبے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر زندہ ہے۔ ❷

اللہ سبحانہ وتعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ ❸

بعض مخلوقات دوسری مخلوقات کی نسبت اللہ کے زیادہ قریب ہیں، چنانچہ ارشادِ باری

---

❶ مسلم، المساجد، تحریم الکلام فی الصلاۃ......ح:٥٣٧

❷ بخاری، المغازی، مرض النبی ﷺ ووفاته، ح:٤٤٥٤؛ تفصیل کے لئے دیکھیے: بدعات اوران کا شرعی پوسٹ مارٹم، ترجمہ: رئیس الاحرار ندوی اور لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية از محمد بن احمد سفارینی۔

❸ الأعراف: ٥٤، یونس: ٣، الرعد: ٢، طٰهٰ: ٥، الفرقان: ٥٩، الحديد: ٤، السجدة: ٤۔

تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ۩﴾ (۷/ الاعراف: ۲۰۶)

''یقیناً جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔''

﴿وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِندَهُ......﴾

(۲۱/ الأنبیاء: ۱۹)

''آسمانوں اور زمین میں جو ہے اسی کا ہے اور جو اُس کے پاس ہیں......''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ، فَهُوَ عِندَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي)) [1]

''جب اللہ مخلوقات کی تخلیق کر چکا تو اُس نے اپنی کتاب (لوحِ محفوظ) میں ایک دستاویز تحریر کی، اور وہ عرش پر اس کے پاس محفوظ ہے، (تحریر یہ تھی) کہ ''بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔''

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وفوق العرش رب العالمینا

''رب العالمین عرش کے اوپر ہے۔''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کے بارے میں پوچھا گیا کہ اللہ عرش پر کیسے مستوی ہوا؟ اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس قدر خفا ہوئے کہ کبھی اس قدر خفا نہیں ہوئے تھے، انہیں پسینہ آنے لگا اور فرمایا۔ اللہ کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہے لیکن کیفیت معلوم نہیں۔ اللہ کے عرش پر مستوی ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔''

---

[1] بخاری، بدء الخلق، ما جاء في قول الله تعالى: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾، ح: ۳۱۹۴۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی اللہ کے عرش پر ہونے کا ہے۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ زمین پر ہے یا آسمان پر وہ کافر ہے کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے:

﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ ﴾ (۲۰/ طٰہٰ: ۵)

''رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔'' ❶

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الرد علی الجهمية'' میں ایک باب قائم کیا ہے:

بيان ما أنكرت الجهمية أن الله تعالى على العرش

''اس بات کا بیان کہ جہمیہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کے منکر ہیں۔''

حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے۔ ❷

البتہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات یعنی دیکھنے، سننے، جاننے، دعا قبول کرنے، حمایت اور مدد ونصرت کے اعتبار سے قریب ہے۔

فرشتے اور حکم الٰہی کی بجا آوری

مقامِ سجدہ کے آخر میں فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾

''جو انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ بجالاتے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے، بعض فرشتوں کو نافرمان بنا کر پیش کرنا قرآن کے خلاف ہے۔ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ملائکہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ ﴾ (٦٦/ التحريم:٦)

---

❶ دیکھیے تحذیر المسلمین ❷ تفصیل کے لیے دیکھیے :الرد علی الجهمية از امام احمد بن حنبل اور الابانۃ از ابو الحسن اشعری۔

”وہ اس میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جس کا اس نے انہیں حکم دیا ہوتا ہے
اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔“

لٰہذا فرشتوں کے بارے میں بے سروپا حکایات اور بنی اسرائیلی روایات کی بنا پر یہ عقیدہ رکھنا غلط ہے کہ وہ کبائر کے مرتکب بھی ہوجاتے ہیں۔ مثلاً ہاروت و ماروت کو معصیتِ الٰہی کا مرتکب سمجھنا اور ابلیس کو فرشتوں میں سے قرار دینا وغیرہ۔

(۴)
سورۃ بنی اسرائیل
کا
سجدۂ تلاوت

﴿قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝﴾

(۱۷/ بنی اسراء یل: ۱۰۷_۱۰۹)

''کہہ دیجیے! تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ یقیناً جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا، جب ان کے سامنے اسے تلاوت کیا جاتا ہے وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: ہمارا رب پاک ہے یقیناً ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا کیا جانے والا ہے اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں، روتے ہیں اور وہ انہیں عاجزی میں بڑھا دیتا ہے۔''

قرآن پر ایمان

قرآن اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ یہ اپنی صداقت میں کفار و مشرکین کے ایمان لانے کی محتاج نہیں۔ اس پر ایمان نہ لانے والے اللہ تعالیٰ کا تو کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ البتہ کفر کی سزا ضرور پائیں گے۔ اس کتاب کا تذکرہ تو قدیم کتب میں بھی موجود ہے۔ اہل کتاب کے صالح اور متقی لوگ، جنہوں نے پہلی کتابوں میں کوئی تحریف نہیں کی، جب اس قرآن کو سنتے ہیں تو کمال خوف اور جذبہ شوق سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم بجا لاتے ہوئے بلا تاخیر ٹھوڑیوں کے بل سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ سابقہ کتب میں قرآن اور صاحب قرآن کے بارے میں بیان کردہ پیشگوئیوں کی بنا پر حق کا اعلان کر دیتے ہیں۔ ان اہل علم لوگوں میں ورقہ بن نوفل، عبداللہ بن سلام، سلمان فارسی اور اصحمہ نجاشی کے نام نمایاں ہیں۔ اس قسم کے اہل کتاب کا قرآن میں کئی مقامات پر تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ پیغام حق سن کر اس پر ایمان لانے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓي اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا

نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ (٥/ المائدۃ: ٨٣_٨٤)

''اور جب وہ سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ رہی ہوتی ہیں، اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ کہتے ہیں: ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے، ہمیں شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ (پر) اور اس چیز پر ایمان نہ لائیں جو حق میں سے ہمارے پاس آئی ہے اور یہ طمع نہ رکھیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ داخل کر لے گا۔''

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ﴾ (٢٨/ القصص: ٥٢_٥٤)

''وہ لوگ جنہیں ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے، یقیناً یہی ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، بے شک ہم اس سے پہلے فرماں بردار تھے۔ یہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دوہرا دیا جائے گا، اس کے بدلے کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ بھلائی کے ساتھ برائی کو ہٹاتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

قرآن مجید پر ایمان لانے والے اہل کتاب کی ہی قرآن مجید میں تعریف وتوصیف بیان کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴾ (۳/ آل عمرٰن: ۱۹۹)

''اور بلاشبہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگ یقیناً ایسے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر بھی جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو اُن کی طرف نازل کیا گیا، اللہ کے لئے عاجزی کرنے والے ہیں، وہ اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہیں لیتے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔''

اُن اہل کتاب اور آج کے اہل کتاب کہلوانے والوں میں کتنا فرق ہے۔ وہ قرآن کا ادب احترام کرتے تھے اور یہ قرآن کی بے ادبی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اسے جلانے کی باتیں کرتے ہیں اور اس کے خلاف دہشت گردی کا مقدمہ درج کرنے کی بکواس کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس

اہل علم بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ کوئی ایسی بات اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کرتے جو اُس کی شان کے لائق نہ ہو۔

اہل اسلام کا سجدے میں **سبحان ربی الاعلیٰ** اور رکوع میں **سبحان ربی العظیم** کہنا بھی اسی تسبیح کا اعلان ہے۔ سبحان اللہ کہنے کی فضیلت کئی احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ)) [1]

''دو کلمے ایسے ہیں کہ جو رحمٰن کو انتہائی پیارے، زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں انتہائی وزنی ہیں، وہ کلمے یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمُ ''پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اللہ بہت عظمت والا۔''

---

[1] بخاری، التوحید، قول الله: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ وان اعمال بنی آدم وقولهم يوزن، ح: ۷۵۶۳، آخری حدیث۔

گریہ زاری اور خشوع

مقام سجدہ پر ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو کلام الٰہی سن کر رو پڑتے ہیں اور قرآن ان کے خشوع میں اضافہ کر دیتا ہے۔ خوف الٰہی سے جاری ہونے والے آنسوؤں کے قطرے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ......)) [1]

''جو شخص اللہ کے ڈر سے رو دیا وہ جہنم میں نہیں جائے گا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں چلا جائے......''

دودھ کا تھنوں میں واپس جانا محال ہے۔

ایک اور حدیث نبوی ہے:

((لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ، قَطْرَةٍ مِنْ دُمُوْعٍ فِيْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةِ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَأَمَّا الْأَثَرَانِ فَأَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَثَرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰى)) [2]

''اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک آنسوؤں کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلے اور دوسرا وہ قطرۂ خون جو اللہ کے راستے میں بہایا جائے۔ دو نشانوں میں سے ایک نشان تو وہ ہے جو اللہ کے راستے میں (لڑتے ہوئے) لگے اور دوسرا نشان وہ ہے جو اللہ کے فرائض میں سے کوئی فرض ادا کرتے ہوئے لگے۔''

ایک حدیث میں ان سات قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنا سایہ عطا کریں گے۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس کی حالت یہ ہے:

---

[1] ترمذي، الجهاد، ماجاء في فضل الغبار في سبيل الله، ح: ١٦٣٣۔

[2] ترمذي، الجهاد، ماجاء في فضل المرابط، ح: ١٦٦٩۔

((ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)) [1]

''جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔''

رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں یہ بات بہت نمایاں ہے کہ آپ ﷺ آیات قرآنی سن کر گریہ زاری کرتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا:

((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ))

''مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔''

مَیں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مَیں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں جبکہ قرآن آپ پر ہی تو نازل کیا گیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

((إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي))

''مَیں اپنے علاوہ دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔''

لہٰذا مَیں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء پڑھی۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

(٤/ النساء: ٤١)

''اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو اِن سب پر گواہ لائیں گے۔''

تو آپ نے فرمایا:

((حَسْبُكَ الْآنَ)) ''بس اب کافی ہے۔''

(ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) مَیں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی

---

[1] بخاری، الاذان، من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ، ح: ٦٦٠، مسلم، الزکوۃ، فضل اخفاء الصدقۃ، ح: ١٠٣١۔

آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ❶

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ نماز ادا کر رہے تھے اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے اس طرح آواز آ رہی تھی جیسے (چولہے پر رکھی ہوئی) ہنڈیا سے آتی ہے۔ ❷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآن سن کر جو کیفیت ہوتی تھی اس کا نقشہ قرآن نے یوں پیش کیا ہے:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴾

(۳۹/ الزمر:۲۳)

"اللہ نے سب سے اچھی بات نازل کی، ایسی کتاب جو آپس میں ملتی جلتی ہے، (ایسی آیات) جو بار بار دہرائی جانے والی ہیں، اس سے ان لوگوں کی کھالوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے، جس کے ساتھ وہ جسے چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔"

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابوبکر نرم دل والے آدمی ہیں، جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ ❸

---

❶ بخاری، التفسیر، تفسیر سورة النساء، ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا﴾ ح:٤٥٨٢، مسلم، صلاة المسافرين، فضل استماع القرآن ...... ح: ٨٠٠۔

❷ ابو داؤد، الصلاة، البكاء فی الصلاة، ح: ٩٠٤۔

❸ بخاری، الاذان، حدالمريض ان يشهد جماعة، ح: ٦٦٤، مسلم، الصلاة، استخلاف الامام اذا عرض له عذر، ح: ٤١٨۔

نبی ﷺ کی پند و نصائح اور خطبہ سن کر بھی صحابہ زار و قطار رو پڑتے تھے جیسا کہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ الفاظ آئے ہیں:

وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ [1]

"آپ کے وعظ سے دل دہل گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں۔"

بعض اوقات صحابہ کرام فرحت و مسرت کے موقع پر بھی رو پڑتے تھے۔ مثلاً اللہ کے رسول ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (سورۃ البینۃ) پڑھ کر سناؤں۔

انہوں نے دریافت کیا:

کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

اس پر ابی (بے اختیار) رو پڑے۔ [2]

مقام سجدہ کا سیاق اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی

آیات سجدہ کے بعد والی آیات میں اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنٰی، اختیارات اور کبریائی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ

---

[1] ابوداوٗد، السنۃ، لزوم السنۃ، ح: ٤٦٠٧، ترمذی، العلم، الاخذبالسنۃ واجتناب البدعۃ، ح: ٢٦٧٦۔

[2] بخاری، المناقب، مناقب ابی رضی اللہ عنہ، ح: ٣٨٠٩؛ مسلم، صلاۃ المسافرین، استحباب قراءۃ القرآن علی اھل الفضل، ح: ٧٩٩۔

يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴾ (۱۷/ الاسراء: ۱۱۰-۱۱۱)

''کہہ دیجیے! اللہ کو پکارو، یا رحمٰن کو پکارو، تم جسے بھی پکارو گے تو یہ بہترین نام اسی کے ہیں اور اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھیں اور نہ اسے پست کریں اور اس کے درمیان کوئی راستہ اختیار کیجیے۔ اور کہہ دیجیے! سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے نہ کوئی اولاد بنائی ہے اور نہ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ عاجز ہو جانے کی وجہ سے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کی بڑائی خوب بیان کیجیے۔''

(۵)
سورۃ مریم
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ ﴾

(۱۹/ مریم:۵۸)

''یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا، نبیوں میں سے، آدم کی اولاد سے اور ان لوگوں سے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا اور ابراہیم اور اسرائیل (یعقوب) کی اولاد سے اور ان لوگوں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ بنایا، جب ان پر رحمٰن کی آیات پڑھی جاتیں وہ سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر پڑتے۔''

اللہ کے فضل وکرم کے مستحق

اس سورت میں آیات سجدہ سے پہلی آیات میں جن جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ ہوا ہے وہ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، ابراہیم، اسحاق، یعقوب، موسیٰ، ہارون، اسماعیل اور ادریس علیہم السلام ہیں۔ ان پر اور دیگر سب انبیاء و رسل علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات و انعامات ہیں۔ اپنے انعام واکرام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴾

(٤/ النساء:٦٩)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔''

زیر بحث آیتِ سجدہ کے الفاظ ﴿ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ اور هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ﴾ سے مراد تمام انبیاء علیہم السلام ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کو انبیاء کے لئے قرار دیا ہے۔ اس کی دلیل سورۃ الانعام کی وہ آیات ہیں جن میں ابراہیم، اسحاق،

یعقوب، نوح، داود، سلیمان، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسماعیل، یسع اور یونس علیہم السلام کا تذکرہ اور تعریف کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ﴾ (٦/ الانعام: ٩٠)

''یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی، پس آپ (بھی) ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔''

جو لوگ اس ہدایت اور صراط مستقیم سے روگردانی کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوں گے نیز وہ گمراہوں میں شمار ہوں گے۔

تنبیہ

آیت سجدہ میں آنے والے لفظ النَّبِيِّينَ کا ترجمہ بعض لوگوں نے 'غیب کی خبریں بتانے والے' کیا ہے جو کہ درست نہیں، اس ترجمے میں اپنے خود ساختہ عقائد کو گھسیڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نیز النَّبِيِّينَ کے لئے 'غیب کی خبریں بتانے والے' کے الفاظ استعمال کرنا اردو زبان و بیان کی معروف تعبیر کے بھی خلاف ہے۔ ہر نبی پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہے۔ مگر غیب کی خبریں تو ہر وہ شخص بیان کر سکتا ہے جس کے پاس غیب کی خبریں موجود ہوں۔ انبیاء و رسل علیہم السلام کی بتائی ہوئی غیبی خبریں انبیاء و رسل کی وفات کے بعد غیر انبیاء ہی لوگوں کو بتاتے ہیں۔ یہی خبریں بعض اوقات وہ لوگ بھی بتاتے ہیں جو سرے سے مومن ہی نہیں ہوتے۔ تو کیا غیب کی خبریں بتانے کی بنا پر انہیں انبیاء تسلیم کیا جائے گا!

انبیاء علیہم السلام آدمی ہی تھے

تمام انبیاء علیہم السلام عالی مرتبت اور عبدیت کے عظیم مقام پر فائز ہونے کے باوجود ذریتِ آدم ہونے کی بنا پر آدمی ہی تھے اور ان میں سے کوئی بھی فوق البشر نہ تھا۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٣٣﴾ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ ﴾

(۳/ آل عمران:۳۳، ۳۴)

''اللہ نے آدم، نوح، ابراہیم کے گھرانے اور عمران کے گھرانے کو جہانوں پر برگزیدہ کیا۔ ایسی نسل جس کا بعض بعض سے ہے اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔''

چند دیگر آیات ملاحظہ کریں:

☆ ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ﴾ (۱۲/ یوسف:۱۰۹)

''اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے۔'' [1]

☆ ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ﴾ (۱٦/ النحل:٤۳)

''اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے۔'' [2]

کفار نے جب نبی اکرم ﷺ کو اپنے جیسا آدمی کہہ کر آپ پر ایمان لانے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ۝ ﴾ (۲۱/ الانبیاء:۷۔۸)

''اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنہیں ہم وحی کرتے، تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ اور ہم نے انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہیں۔'' [3]

ان رسولوں کے جسم ایسے نہ تھے کہ کھانا کھانے کے محتاج نہ ہوں۔ وہ ہمیشہ رہنے والے بھی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں بھیجا۔

---

[1] ترجمہ از کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از احمد رضا خان بریلوی۔

[2] کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔

[3] ترجمہ از کنز الایمان۔

کفار و مشرکین کا خیال یہ تھا کہ بشر (آدمی) نبی نہیں بن سکتا، وہ آدمی کے نبی ہونے پر تعجب کرتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدمی کو ہی نبی بنایا جاتا ہے۔ لوگوں نے جب انبیاء و رسل علیہم السلام کو، آدمی کہہ کر، ماننے سے انکار کر دیا تو اللہ کے رسولوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم آدمی نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنے آدمی ہونے کا پوری شد و مد کے ساتھ اقرار کیا اور لوگوں کو بتایا کہ ہمیں اللہ نے پیغمبر بنا کر مبعوث کیا ہے۔

اس سلسلے کی چند آیات، جن کا ترجمہ کنز الایمان سے نقل کیا گیا ہے، ملاحظہ کریں:

۱۔ ﴿ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ ﴾ (۷/ الاعراف:۶۳)

''اور کیا تمہیں اس کا اچنبا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو۔''

۲۔ ﴿ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ ﴾ (۷/ الاعراف:۶۹)

''اور کیا تمہیں اس کا اچنبا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں سے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے۔''

۳۔ ﴿ أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِينٌ ۝ ﴾ (۱۰/ یونس:۲)

''کیا لوگوں کو اس کا اچنبا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے، کافر بولے بے شک یہ تو کھلا جادوگر ہے۔''

۴۔ ﴿ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ

يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۞ ﴾

(٦٤/ التغابن:٥ـ٦)

''کیا تمہیں ان کی خبر نہ آئی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کے رسول روشن دلیلیں لاتے تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔''

''بے نیازی کو کام فرمایا'' اور ''سب خوبیوں سراہا'' جیسے اردو جملوں پر نظر کرنے سے کنزالایمان کے ''فنی محاسن'' بیان کرنے والوں کو بھی آئینہ نظر آجانا چاہیے۔ [1]

۵۔ ﴿ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۞ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۞ ﴾ (١٧/ بنی اسرائیل:٩٤ـ٩٥)

''اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا، جب ان کے ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا۔ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے۔''

٦۔ ﴿ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۞ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۞ ﴾

(٢٣/ المؤمنون:٣٣ـ٣٤)

''اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی

---

[1] مزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کا 'پی ایچ ڈی' کا مقالہ بعنوان ''عربی لغت سے استدلال۔ اردو تفسیری ادب کے رجحانات'' کا مطالعہ کیجیے۔

جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو۔"

۷۔ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے بارے میں لوگوں کی سوچ ملاحظہ کریں:

﴿فَقَالُوٓا اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَيۡنِ مِثۡلِنَا وَقَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ﴾

(۲۳/ المؤمنون:۴۷)

"تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے۔"

۸۔ ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّؤۡتِيَهُ اللّٰهُ الۡكِتٰبَ وَالۡحُكۡمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوۡلَ لِلنَّاسِ كُوۡنُوۡا عِبَادًا لِّىۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰكِنۡ كُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡكِتٰبَ وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَدۡرُسُوۡنَ﴾ (۳/ آل عمرٰن:۷۹)

"کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ، ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ اس سبب کہ تم کتاب سکھاتے اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو۔"

۹۔ ﴿قَالَتۡ رُسُلُهُمۡ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ يَدۡعُوۡكُمۡ لِيَـغۡفِرَ لَـكُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِكُمۡ وَيُؤَخِّرَكُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى‌ؕ قَالُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَاؕ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَصُدُّوۡنَا عَمَّا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاۡتُوۡنَا بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ۝ قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نَّاۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ﴾ (۱۴/ ابرٰهیم:۱۰۔۱۱)

"ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے آسمان اور زمین بنانے والا، تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے اور موت کے مقررہ وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے، بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو، تم چاہتے ہو کہ

ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے، اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ۔ ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے حکم سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔"

لوگوں نے رسولوں کو بشر کہا، جس کا رسولوں نے بھرپور انداز میں اقرار کیا۔ لوگوں نے جب ان سے معجزے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان کا لانا اللہ کے اذن سے ہی ممکن ہے۔ (ہمارے بس میں نہیں ہے۔)

۱۰۔ نبی اکرم ﷺ سے کفار کے طرح طرح کے مطالبات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے یہ اعلان کروایا:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾

(۱۷/ بنی اسراء یل:۹۳)

"تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا۔"

یعنی جن چیزوں کا مطالبہ تم مجھ سے کرتے ہو وہ میرے کام نہیں ہیں۔ میں تو ایک بشر (آدمی) ہوں جسے اللہ نے رسول بنایا ہے۔

اٰیٰت الرحمٰن سے کیا مراد ہے؟

زیر بحث آیت سجدہ میں نبیوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان پر رحمٰن کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ یہ آیت انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں ہے، لہٰذا ایت الرحمن قرآن سے مخصوص نہیں ہیں۔ کیونکہ سابق انبیاء پر قرآن کی آیات نہیں پڑھی جاتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ سے ان کتب کی آیات مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل علیہم السلام پر نازل کیا۔

سابقہ شریعتوں میں بھی سجدہ موجود تھا

نبیوں پر جب اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں (یا خود تلاوت کرتے ہیں) تو وہ سجدے

میں گر پڑتے ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی شریعتوں میں بھی سجدہ موجود تھا۔ [1]

انبیائے سابقین کی پیروی میں سجدہ

انبیاء علیہم السلام کے سجدہ کرنے کی بنا پر اہل اسلام بھی سجدہ کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی آخرالزمان کو بھی پہلے نبیوں کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ﴾ (٦/ الانعام:٩٠)

''یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی آپ بھی ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔''

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ کیا سورۃ 'ص' میں سجدہ ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں!

پھر اسی آیت (الانعام:٩٠) کی تلاوت کر کے فرمایا:

تمہارے نبی کو اُن کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے اور داوٗد علیہ السلام بھی مقتدا نبیوں میں سے ہیں۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے سورۃ 'ص' میں داوٗد علیہ السلام کے سجدہ کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''فرمان ہے کہ ان پیغمبروں کے سامنے جب کلام اللہ کی آیتیں تلاوت کی جاتی تھیں تو اس کے دلائل و براہین کو سن کر خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان مانتے ہوئے روتے گڑگڑاتے سجدے میں گر پڑتے تھے، اسی لئے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم علماء کا متفق علیہ مسئلہ ہے تاکہ ان پیغمبروں کی اتباع اور اقتدا ہو جائے۔''

عبادت اور سجدہ میں رونا خشوع و خضوع کے منافی نہیں

آیتِ سجدہ میں نبیوں کے بارے میں ﴿ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴾ کے الفاظ آئے

---

[1] مزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب ''فتاویٰ افکارِ اسلامی'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

[2] بخاری، التفسیر، سورۃ ص، ح: ٤٨٠٧

ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دورانِ سجدہ میں رونا خشوع وخضوع کے منافی نہیں بلکہ قابل تعریف ہے۔ سید امیر علی لکھتے ہیں:

''ان انبیاء علیہم السلام کی مدح میں فرمایا کہ وہ سجدہ کرتے اور روتے تھے تو معلوم ہوا کہ ایسا خشوع محمود ہے جس کے ساتھ بے اختیار آنسو جاری ہوں اور سراج میں ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ تم قرآن پڑھو اور اگر یہ کرو اور اگر رونا نہ ہو تو رونے کے لئے تکلف کرو۔ (ابن ماجة) بعض لوگوں نے زعم کیا کہ یہ معنی ہیں کہ رونے کی شکل بنادے اور یہ غلط خیال ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے آغاز وانجام وخوف عذاب وغیرہ امور ہولناک کو خیال کرو جو پیش آنے والے ہیں۔ غرض یہ کہ ایسے امور کو یاد کرو جس سے قلب نرم ہو اور رونا آوے کہ وہ رحمت ہے۔'' [1]

انبیاء ورسل علیہم السلام، بہت سے سابق مومنین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس رحمت سے حظِ وافر ملا ہوا تھا جو آیاتِ رحمٰن سن کر گریہ کرنے والے تھے اور رقتِ قلبی سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا جاتی تھیں۔

آیت سجدہ کا سیاق

آیات سجدہ کے بعد ناکام اور کامیاب ہونے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۝ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝﴾ (۱۹/ مریم:۵۹-۶۱)

''پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ان کی جگہ آئے جنہوں نے نماز ضائع کر

---

[1] مواہب الرحمن ۵/ ۱۳۱-۱۳۲۔

دی اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے تو وہ عنقریب گمراہی کو ملیں گے۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن پر ذرا ظلم نہ کیا جائے گا۔ ہمیشگی کے باغات میں، جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے (ان کے) در پردہ وعدہ کیا ہے۔ بلاشبہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا وعدہ ہمیشہ سے پورا ہو کر رہنے والا ہے۔"

انبیاء علیہم السلام نمازوں کی محافظت کرتے اور خواہشات کی پیروی سے اپنے آپ کو بچاتے تھے۔ جبکہ ان کے برے جانشینوں نے نمازوں کو بھی ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی میں لگ کر گمراہ ہو گئے۔ ان برے اعمال کے مرتکب اگر توبہ کر لیں، نمازوں کی حفاظت کرنے لگ جائیں، خواہشات کی غلامی ترک کر کے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکا دیں تو یہ لوگ بھی اپنے اعمال کا اجر پائیں گے اور یقیناً کامیابی سے ہمکنار ہوں گے، لہٰذا بندوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی پر بدستور قائم رہیں۔

(٦)
سورۃ الحج
کا
پہلا سجدۂ تلاوت

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴾ (۲۲/ الحج:۱۸)

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ کو ہی سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سے لوگ (بھی) اور بہت سے وہ ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے، اور جسے اللہ ذلیل کر دے تو اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ کا خطاب

یہ خطاب ایسے شخص کو ہوتا ہے جسے عقلِ انسانی حاصل ہو، اور رؤیت یعنی دیکھنے سے مراد رؤیت قلبی و عقلی ہے، اس لئے کہ جن چیزوں کے اس آیتِ کریمہ میں سجدہ کرنے کا ذکر ہے ہم ان کے سجدہ کرنے کو آنکھوں سے نہیں دیکھتے۔

قرآنِ مجید کے اسلوبِ تخاطب اَلَمْ تَرَ اور اَلَمْ تَرَوْا پر اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ انداز عموماً غیر معین مخاطب کے لئے آتا ہے۔ جسے اصطلاح میں خطاب لغیر معین کہا جاتا ہے۔ مثلاً:

﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴾ (۸۹/ الفجر:۶)

''کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ﴾ (۱۰۶/ الفیل:۱)

''کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا!''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴾ (۷۱/ نوح:۱۵)

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح اوپر تلے سات آسمان پیدا کیے ہیں۔''

یہاں تمام لوگوں کو قوم عاد اور اصحاب الفیل کے واقعات نیز آسمانوں کی تخلیق پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ یہاں کسی خاص گروہ یا شخص کو مخاطب کرنا مقصود نہیں۔

اَلَمْ تَرَ اور اَلَمْ تَرَوْا سے رؤیت بصری مراد لینا درست نہیں کیونکہ قوم عاد کی تباہی، ہاتھی والوں کی ہلاکت اور اوپر تلے سات آسمانوں کی تخلیق کا مخاطبین نے مشاہدہ نہیں کیا۔ اَلَمْ تَرَ فرما کر لوگوں کو بڑی بڑی مخلوقات کی بے کسی اور مغلوبیت میں غور و فکر کی تلقین کی گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت حاصل ہو۔ سید مودودی لکھتے ہیں:

''پوری کائنات کا نظام اس بات پر شاہد ہے کہ زمین سے آسمانوں تک ایک ہی خدا کی خدائی پورے زور اور پوری ہمہ گیری کے ساتھ چل رہی ہے۔ زمین کے ایک ذرے سے لے کر آسمان کے بڑے بڑے سیاروں تک سب ایک قانون میں جکڑے ہوئے ہیں جسے بال برابر بھی جنبش کرنے کا کسی کو یارا نہیں ہے۔ مومن تو خیر دل سے اس کے آگے سر جھکاتا ہے مگر وہ دہریہ جو اُس کے وجود تک کا انکار کر رہا ہے اور وہ مشرک جو ایک بے اختیار ہستی کے آگے جھک رہا ہے وہ بھی اس کی اطاعت پر اسی طرح مجبور ہے جس طرح ہوا اور پانی۔ کسی فرشتے، کسی جن، کسی نبی اور ولی اور کسی دیوی یا دیوتا کے پاس خدائی کی صفات اور اختیارات کا ادنیٰ شائبہ تک نہیں ہے کہ اس کو الوہیت اور معبودیت کا مقام دیا جا سکے، یا خداوند عالم کا ہم جنس یا مثل ٹھہرایا جا سکے۔ کسی قانون بے حاکم اور فطرت بے صانع اور نظام بے ناظم کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اتنی بڑی کائنات کو وجود میں لا سکے اور باقاعدگی کے ساتھ خود ہی چلاتا رہے اور قدرت و حکمت کے وہ حیرت انگیز کرشمے دکھا سکے جو اس کائنات کے گوشے گوشے میں ہر طرف نظر آ رہے ہیں۔ کائنات کی یہ کھلی کتاب سامنے ہوتے ہوئے بھی جو شخص انبیاء کی بات نہیں مانتا اور مختلف خود ساختہ عقیدے

اختیار کر کے خدا کے بارے میں جھگڑتا ہے اس کا برسر باطل ہونا آج بھی اسی طرح ثابت ہے جس طرح قیامت کے روز ثابت ہوگا۔" [1]

آسمانی اور زمینی مخلوقات کا اللہ تعالیٰ کو سجدہ

آیت سجدہ میں اس بات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمین والے اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ﴿مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ﴾ کے تذکرے میں اگرچہ آفتاب و مہتاب اور ستارے داخل ہیں مگر ان کا علیحدہ تذکرہ کیا گیا کیونکہ بے شمار جاہل اقوام نے ان کی پوجا کی ہے، انہیں سجدے کیے ہیں اور انہیں اپنا رب تسلیم کیا ہے۔ [2]

عربوں میں سے حمیر نے آفتاب کو پوجا، کنانہ نے چاند، تمیم نے ویران، لخم نے شعری، طی نے ثریا اور اسد نے عطارد کو پوجا۔ بہت سی اقوام اجرامِ سماوی سے رزق و بارش وغیرہ طلب کرنے کی بنا پر مشرک ہو چکی ہیں۔ اللہ نے بیان فرمادیا کہ یہ چیزیں تو خود اپنے خالقِ حقیقی کو سجدہ کرتی ہیں اور اسی کے حکم سے مسخر و مطیع ہیں۔ پھر یہ معبود کیونکر ہو سکتی ہیں!

ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورج غروب ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَتَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ)) قلت: الله و رسوله اعلم، قال: ((فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنَ فَيُؤْذَنَ لَهَا وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا يُقَالُ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾)) [3]

"تو جانتا ہے سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول

---

[1] تفہیم القرآن ۳/ ۲۱۲۔ [2] دیکھیے: ٦/ الانعام: ٧٦-٧٨، ٢٧/ النمل: ٢٤، ٤١/ حم السجدة: ٣٧۔

[3] بخاری، بدء الخلق، صفة الشمس و القمر، ح: ٣١٩٩؛ مسلم، الایمان، بیان الزمن الذی لایقبل فیه الایمان، ح: ١٥٩۔

خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے پھر (مشرق سے نکلنے کی رب سے) اجازت مانگتا ہے۔ اسے اجازت دی جاتی ہے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے لیکن اس کا سجدہ قبول نہ ہو اور وہ مشرق سے نکلنے کی اجازت مانگے لیکن اسے اجازت نہ دی جائے ، بلکہ یہ حکم ہوگا جدھر سے آیا ہے ادھر ہی لوٹ جا، پھر وہ مغرب سے نکلے گا اور (سورۃ یٰس ،آیت:۳۸ میں) اللہ تعالیٰ کے فرمان میں یہی بات کہی گئی ہے: اور سورج اپنے ٹھہراؤ پر جانے کے لئے چل رہا ہے۔ یہ انتظام اس زبردست، بہت علم والے (اللہ) کا ہے۔"

آیتِ سجدہ میں ﴿وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ کے سجدے کا عمومی ذکر کرنے کے بعد ﴿وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ﴾ کو بطور خاص نمایاں کیا حالانکہ یہ چیزیں بھی ﴿وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ میں داخل ہیں۔ پہاڑ، درخت (نباتات) وغیرہ اور زمین پر چلنے اور رینگنے والے جاندار بھی اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔

کفار و مشرکین پہاڑوں کے پتھر اور مورتیاں تراش کر انہیں سجدہ کرتے ہیں حالانکہ پہاڑ خود اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔

لکڑی کے بت بھی تراشے گئے ہیں، کئی مشرک اقوام درختوں کو مقدس مان کر ان کی پرستش کرتی رہی ہیں۔

گائے اور سانپ وغیرہ بہت سے جانور ہیں جنہیں معبود مان لیا گیا ہے حالانکہ تمام مخلوقات خود اللہ کے آگے سجدہ ریزی کرتی ہیں۔

ایک شخص نے نبی ﷺ سے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، میں جب سجدے میں گیا تو وہ درخت بھی سجدے میں گیا اور میں نے سنا کہ وہ اپنے سجدے میں یہ پڑھ رہا تھا:

((اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا

وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ)) [1]

''اللہ! اس سجدے کی وجہ سے میرے لئے اپنے پاس اجر وثواب لکھ اور میرے گناہ معاف کر اور میرے لئے اسے ذخیرہ آخرت کر اور اسے قبول کر جیسے کہ تُو نے اپنے بندے داؤد کا سجدہ قبول کیا۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ پھر مَیں نے دیکھا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کی آیت پڑھی، سجدہ کیا اور یہی دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس سجدے میں پڑھی جسے مَیں سن رہا تھا۔

بہت سے لوگ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں

جن وانس مکلّف مخلوق ہیں جنہیں قوت ارادہ واختیار سے نوازا گیا ہے۔ بہت سے انسانوں نے اپنے ارادہ واختیار کو اللہ تعالیٰ کی پسند اور چاہت کے تابع کر دیا ہے۔ وہ برضا ورغبت اللہ تعالیٰ کے حضور سرِ تسلیم خم کرتے ہیں اور شوق کے ساتھ اپنے معبودِ مسجودِ حقیقی کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

سجدہ نہ کرنے والوں کا انجام

بہت سے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیار کو غلط اور بے جا استعمال کیا، وہ باقی مخلوقات کی طرح اللہ کے حضور سربسجود ہونے کی بجائے سرکشی پر اتر آئے، جس کی انہیں سزا بھگتنا پڑے گی۔ سجدہ نہ کر کے انہوں نے اپنے لئے عذاب واجب کر لیا۔ ان کی سرتابی کرنے والوں کے مقدر میں ذلت ورسوائی ہی ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝﴾

---

[1] ترمذی، الجمعة، ماجاء مایقول فی سجود القرآن، ح:٥٧٩، الدعوات، مایقول فی سجود القرآن، ح: ٣٤٢٤، (صحیح ترمذی، ح: ٤٧٣)؛ ابن ماجة، اقامة الصلوات، سجود القرآن، ح: ١٠٥٣۔

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴾ (٦٨/ القلم:٤٢-٤٣)

"جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور وہ سجدے کی طرف بلائے جائیں گے تو وہ طاقت نہیں رکھیں گے۔ ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت انہیں گھیرے ہوئے ہوگی، حالانکہ انہیں سجدے کی طرف بلایا جاتا تھا جب کہ وہ صحیح سالم تھے۔"

روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی مبارک سے پردہ ہٹائے گا تو تمام اہلِ ایمان سجدے میں گر پڑیں گے مگر منافقین پوری کوشش کے باوجود سجدہ نہیں کر پائیں گے کیونکہ انہوں نے دنیا میں کبھی خلوص کے ساتھ اللہ کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ ابوسعید (خدری) بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولے گا اس وقت ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت اس کے لئے سجدہ میں گر پڑے گی۔ صرف وہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور ناموری کے لئے سجدہ کرتے تھے۔ جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پشت تختہ ہو جائے گی اور وہ سجدہ کے لئے نہ مڑ سکیں گے۔" [1]

غیر اللہ کو سجدہ کرنے والوں کو آخرت میں ان کے معبودوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے، آپ نے پوچھا:

کیا تمہیں سورج اور چاند دیکھنے میں کچھ تکلیف محسوس ہوتی ہے جبکہ آسمان بھی صاف ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ نبی ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پھر اپنے رب کے

---

[1] بخاری، التفسیر، قوله ﴿يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾، ح:٤٩١٩؛ مسلم، الایمان، معرفة طريق الرؤية، ح:١٨٣۔

دیدار میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پیش آئے گی۔ جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں نہیں پیش آتی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر قوم اس کے ساتھ جائے جس کی وہ پوجا کیا کرتی تھی۔ چنانچہ صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ، بتوں کے پجاری اپنے بتوں کے ساتھ، تمام جھوٹے معبودوں کے پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے اور صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔ ان میں نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان ہوں گے اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ بھی ہوں گے۔ پھر دوزخ ان کے سامنے پیش کی جائے گی وہ ایسی چمکدار ہوگی جیسے میدان میں پڑی ہوئی ریت ہوتی ہے (جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے) پھر یہود سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم عزیر ابن اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ انہیں جواب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی لڑکا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم پانی پینا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے سیراب کیا جائے۔ ان سے کہا جائے گا کہ پیو، وہ اس چمکتی ہوئی ریت کی طرف پانی جان کر چلیں گے اور پھر وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ مسیح ابن اللہ کی پوجا کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی نہ بیوی تھی اور نہ کوئی بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پانی سے سیراب کئے جائیں۔ ان سے کہا جائے گا کہ پیو (انہیں بھی اس چمکتی ریت کی طرف چلایا جائے گا) اور انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان، ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگ کیوں رکے ہوئے ہو جب کہ سب لوگ جا چکے ہیں؟ وہ کہیں گے ہم دنیا میں ان سے ایسے وقت جدا

ہوئے کہ ہمیں ان دنیوی فائدوں کے لئے بہت زیادہ ضرورت تھی اور ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا ہے کہ ہر قوم اس کے ساتھ ہو جائے جس کی وہ عبادت کرتی تھی اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں۔ بیان کیا کہ پھر اللہ جبار ان کے سامنے اس صورت کے علاوہ دوسری صورت میں آئے گا جس میں انہوں نے پہلی مرتبہ دیکھا ہوگا اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں! لوگ کہیں گے کہ تُو ہی ہمارا رب ہے اور اس دن انبیاء کے سوا اور کوئی بات نہیں کرے گا۔ پھر پوچھے گا کیا تمہیں اس کی کوئی نشانی معلوم ہے؟ وہ کہیں گے کہ ''ساق'' (پنڈلی)، پھر اللہ اپنی پنڈلی کھولے گا اور ہر مومن اس کے لئے سجدہ میں گر جائے گا۔ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھاوے اور شہرت کے لئے اسے سجدہ کرتے تھے، وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پشت تختہ کی طرح ہو کر رہ جائے گی۔ پھر انہیں پل پر لایا جائے گا۔'' [1]

جنہیں کوئی عزت نہیں دے سکتا

سجدہ نہ کرنے والے عذاب کے مستحق لوگوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ ﴾

''جسے اللہ رسوا کردے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔''

اس ارشادِ الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے آگے نہیں جھکتے اور اسے سجدہ نہیں کرتے وہ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ پھر اس رسوائی کو کوئی دُور نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ عزت و ذلت اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ

---

[1] بخاری، التوحید، قول اللہ: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ ح:۷۴۳۹

شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (۳/ آل عمرٰن:۲٦)

''کہہ دیجیے! اے اللہ! بادشاہت کے مالک! تُو جسے چاہے بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لیتا ہے۔ تُو جسے چاہے عزت دیتا ہے جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہر خیر ہے۔ یقیناً تُو ہر چیز پر بھرپور قادر ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْکِیْ یَقُوْلُ: وَیْلَهُ))

''جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس اس پر!''

ابو کریب سے مروی حدیث میں ہے کہ وہ کہتا ہے:

((یَا وَیْلِیْ أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَأَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ)) [1]

''ہائے مجھ پر افسوس! انسان کو سجدے کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کر لیا اور جنتی بن گیا جبکہ مجھے حکم ملا تو مَیں نے انکار کر دیا تو میرے لیے جہنم ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی مشیت

اللہ تعالیٰ اپنے فیصلوں اور کاموں میں خودمختار ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی اس کی مشیت سے خارج نہیں اور نہ کوئی اس کی مشیت میں رکاوٹ ہی ڈال سکتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت و ارادہ اور قدرت و اختیار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰی

---

[1] مسلم، الایمان، بیان الطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلاة، ح: ٨١۔

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ ﴾

(۲۸/ القصص:۶۸۔۷۲)

’’اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور چن کر مختار کر لیتا ہے، ان میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں، اللہ ہی کے لئے پاکی ہے وہ بلند تر ہے ہر اس چیز سے کہ لوگ شریک کرتے ہیں۔ ان کے سینے جو کچھ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں آپ کا رب سب کچھ جانتا ہے۔ وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں، دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے، اسی کے لئے فرمانروائی ہے اور اسی کی طرف تم سب پھیرے جاؤ گے۔ کہہ دیجیے! کہ دیکھو تو سہی اگر اللہ تم پر رات ہی رات قیامت تک برابر کر دے تو سوائے اللہ کے کون معبود ہے جو تمہارے پاس دن کی روشنی لائے؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ پوچھیے! کہ یہ بھی بتا دو کہ اگر اللہ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی دن رکھے تو بھی سوائے اللہ کے کوئی معبود ہے جو تمہارے پس رات لے آئے، جس میں تم آرام حاصل کرو، کیا تم دیکھ نہیں رہے؟‘‘

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے:

علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جو اللہ کے ارادوں اور اس کی مشیت کو نہیں مانتا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ارے یہ تو بتلا اللہ نے تیری پیدائش تیری چاہت کے مطابق کی یا اپنی؟ اس نے جواب دیا کہ اپنی چاہت کے مطابق۔ پھر آپ نے پوچھا کہ یہ بتا کہ جب تُو چاہتا ہے بیمار ہو جاتا ہے یا

جب اللہ چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ جب وہ چاہتا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ پھر تجھے شفا تیری چاہت سے ہوتی ہے یا پھر اللہ کے ارادے سے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کے ارادے سے، پھر پوچھا: اچھا یہ بھی بتا کہ اب وہ جہاں چاہے گا تجھے لے جائے گا یا جہاں تُو چاہے گا؟ اس نے جواب دیا۔ جہاں وہ چاہے گا، آپ نے فرمایا: پھر کیا بات رہ گئی؟ سن اگر تُو اس کے برعکس جواب دیتا تو واللہ! میں تیرا سر اڑا دیتا۔ [1]

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے سید امیر علی لکھتے ہیں:

حضرت رضی اللہ عنہ نے اسے نہایت واضح دلیل سے سمجھا دیا اور اگر اس پر بھی وہ نہ سمجھے تو یہ اس کی کمبختی اور عداوت تھی۔ لہٰذا اُس کا فتنہ مسلمانوں سے دُور کرنے کے لئے ایسے مرتد کو قتل کرنا واجب تھا۔

اس روایت کے بارے میں سید موصوف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابو جعفر امام محمد باقر بیٹے ہیں علی بن حسین یعنی امام زین العابدین کے، اور امام زین العابدین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نہیں پایا تو امام محمد باقر نے کہاں سے پایا؟ لیکن ہمارے نزدیک مرسل مقبول ہے۔ لہٰذا حدیث حسن ہے۔ واللہ اعلم [2]

"ہمارے نزدیک" سے مراد احناف ہیں۔

نوٹ: راجح موقف یہی ہے کہ مرسل روایت بھی ضعیف ہے۔

مخلوقات کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی غالب مشیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ

---

[1] تفسیر ابن کثیر۔ [2] مواهب الرحمن۔

رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾

(۷۶/ الدھر:۲۸۔۳۱)

''ہم نے انہیں پیدا کیا اور ہم نے ہی ان کے بندھن مضبوط کیے اور ہم جب چاہیں ان کے عوض ان جیسے اوروں کو بدل لائیں۔ یقیناً یہ تو ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی راہ لے لے۔ اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ ہی چاہے بیشک اللہ علم والا باحکمت ہے۔ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرلے اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

دوسرے مقام پر قرآنِ مجید میں فرمایا:

﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۙ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۭ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (۸۱/ التکویر: ۲۷۔۲۹)

''یہ اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔ اس کے لئے جو تم میں سے چاہے کہ سیدھا چلے۔ اور تم بغیر سب جہانوں کے رب کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔''

حضرت قتیلہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: تم (مسلمان) شرک کرتے ہو، تم کہتے ہو:

ما شاء الله وشئت

''جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں۔''

اور تم کہتے ہو: والكعبة ''کعبہ کی قسم!''

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ جب قسم اٹھائیں تو کہیں:

((وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) (ربِ کعبہ کی قسم!) اور وہ ((مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ)) (جو اللہ چاہے پھر آپ چاہیں) کہیں۔ [1]

---

[1] نسائی، الأیمان والنذور، الحلف بالكعبة، ح: ۳۷۷۳۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

ما شاء الله و شئت

''جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں۔''

آپ نے فرمایا:

((اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰهِ نِدًّا؟ بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ)) [1]

''تُو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے؟ بلکہ صرف یہ کہو: ما شاء اللہ'' (وہی ہوگا) جو اَللہ چاہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

((فَلَا تَقُوْلُوْا: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ)) [2]

''تم یہ نہ کہا کرو: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شَاءَ مُحَمَّدٌ'' (وہی ہوگا) جو اللہ چاہے اور جو محمد چاہیں'' بلکہ یہ کہو کہ وہی ہوگا جو اکیلا اللہ چاہے گا۔''

مذکورہ آیات اور ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''وہی ہوگا جو اَللہ رسول چاہیں۔'' وہی ہوگا جو اَللہ رسول کی مرضی ہے۔'' اور ''اللہ نبی وارث'' وغیرہ جملے بولنا جائز نہیں۔

اس بحث کے آخر میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کیا ہے؟ وہ کیا چاہتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ارادہ واختیار سے نواز کر آزماتا ہے کہ اپنے اس ارادے اور اختیار کو کیسے استعمال کرتے ہیں۔ اسی لئے اس نے فرمایا:

﴿ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝ ﴾ (٧٦/ الدهر: ٢-٣)

''یقیناً ہم نے انسان کو ایک ملے جلے نطفے سے پیدا کیا، تاکہ اسے آزمائیں،

---

[1] الادب المفرد الجامع للاداب النبوية از امام بخاری، لا يقول الرجل: الله و فلان، ح: ٧٨٣؛ مسند احمد ١/ ٢١٤، ح: ١٨٤٢۔ [2] ابن ماجة، الكفارات، النهي ان يقال ماشاء الله و شئت، ح: ٢١١٨، مسند احمد ٥/ ٧٢؛ مصنف عبدالرزاق ١١/ ٢٨، ح: ١٩٨١٣؛ مستدرك حاكم ٣/ ٤٦٢۔

تو ہم نے اسے خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا بنا دیا۔ بلاشبہ ہم نے اسے راستہ دکھا دیا، اب خواہ شکر کرنے والا بن جائے یا ناشکرا۔"

اس کے بعد والی آیت میں دونوں قسم کے لوگوں کا انجام بھی بیان کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی مشیت اور عذاب وثواب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ ﴾

(۱۸/ الکہف :۲۹۔۳۱)

"اور کہہ دیجیے کہ یہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ ظالموں کے لیے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی۔ اگر وہ فریاد رسی چاہیں گے تو اُن کی فریاد رسی اس پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہرے بھون دے گا، بڑا ہی بُرا پانی ہے اور بہت بری آرام گاہ ہے۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔ ان کے لئے ہمیشگی والی جنتیں ہیں، ان کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، وہاں یہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے نرم و باریک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، وہاں تختوں کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ کیا خوب بدلہ ہے اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔" [1]

---

[1] نیز دیکھیے المزمل:۱۹، المدثر:۳۷، ۵۵ الدھر ۲۵۔۲۹، عبس:۱۲۔

اللہ اگر چاہتا تو جن وانس کو نافرمانی سے جبراً روک دیتا اور بالجبر اپنی اطاعت پر لگا دیتا مگر ایسا کرنا اس کی مشیت نہیں ہے۔ اس طرح آزمائش اور امتحان کی حکمت ختم ہو جاتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾ (۲/ البقرة:۲۵۳)

”اگر اللہ چاہتا تو اُن کے بعد والے اپنے پاس دلیلیں آ جانے کے بعد ہرگز آپس میں لڑائی بھڑائی نہ کرتے، لیکن ان لوگوں نے اختلاف کیا، ان میں سے بعض تو مومن ہوئے اور بعض کافر اور اگر اللہ چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے، لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو انہیں باہمی قتل و غارت، اختلاف و افتراق اور کفر سے جبراً روک دیتا، مگر اللہ کی حکمت یہ تھی انہیں اختیار دے کر آزمایا جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کو جبراً راہ راست پر نہیں لاتا، ورنہ ایسا کرنا اس کے لئے محال نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ (۶/ الانعام:۳۵)

”اور اگر آپ کو اُن کا اعراض گراں گزرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ راست پر جمع کر دیتا سو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جایئے۔“ [1]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیک اعمال کرنے کا حکم دیا ہے اگر اللہ تعالیٰ خود ہی اسے جبراً

---

[1] نیز دیکھیے الانعام:۱۰۷، ۱۱۲، ۱۳۷، ۱۴۹، یونس:۹۹، السجدة:۱۳۔

نیک اعمال سے روک دے تو اس کا حکم دینا بے معنی ہو جاتا ہے۔اس لئے اس نے راہ حق کو واضح کیا اور چلنے کی انسان کو پوری آزادی دے دی تا کہ انسان کے ارادہ واختیار کی آزمائش ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ مِنَ الۡکِتٰبِ وَمُہَیۡمِنًا عَلَیۡہِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ عَمَّا جَآءَکَ مِنَ الۡحَقِّ ؕ لِکُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡکُمۡ شِرۡعَۃً وَّمِنۡہَاجًا ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّلٰکِنۡ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَاۤ اٰتٰىکُمۡ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ اِلَی اللّٰہِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعًا فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿ۙ۴۸﴾ وَاَنِ احۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَہُمۡ وَاحۡذَرۡہُمۡ اَنۡ یَّفۡتِنُوۡکَ عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّصِیۡبَہُمۡ بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِہِمۡ ؕ وَاِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾ ﴾

(٥/ المائدۃ:٤٨۔٤٩)

’’اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔اس لئے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ حکم کیجیے۔ اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جائیے تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کر دی ہے۔اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا،لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے،تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو،تم سب کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے،پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔ آپ ان کے معاملات میں اللہ کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی حکم کیا کیجیے، ان کی خواہشوں کی تابعداری نہ کیجیے اور ان سے ہوشیار رہیے کہ کہیں یہ آپ کو اللہ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کریں،اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو

یقین کریں کہ اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دے
اور اکثر لوگ فاسق ہیں۔'' [1]

انسان جب اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیار کو غلط استعمال کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بسا اوقات اسے سزا بھی دیتا ہے۔ پھر وہ سزا کے طور پر ایسے لوگوں کو ہدایت سے محروم کر دیتا ہے، ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیتا ہے، ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا، ہدایت سے محرومی ان کے اپنے کرتوتوں کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اللہ تو عادل ہے ورنہ اسے لوگوں کو عذاب دینے کا کوئی شوق نہیں:

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا﴾

(٤/ النساء:١٤٧)

''اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور باایمان رہو، اللہ بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔''

آیتِ سجدہ کا سیاق وسباق

جس طرح آیت سجدہ میں دو قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اسی طرح اس کے سیاق وسباق میں بھی دو گروہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آیت کے سباق میں ہدایت یافتہ اہل ایمان بہ مقابلہ یہود، صائبین، نصاریٰ، مجوس اور مشرکین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ڰ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝﴾ (٢٢/ الحج:١٦۔١٧)

''ہم نے اسی طرح اس قرآن کو واضح آیتوں میں اتارا ہے۔ (اور سچ تو یہ ہے کہ) جسے اللہ چاہے ہدایت نصیب کرتا ہے۔ ایماندار اور یہودی اور صابی

---

[1] نیز دیکھیے ھود:١١٨، النحل:٩٣، الشوریٰ:٨۔

اور نصرانی اور مجوسی اور مشرکین ان سب کے درمیان قیامت کے دن خود اللہ فیصلے کر دے گا، اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔''

آیت سجدہ کے سیاق میں رب تعالیٰ کے بارے میں جھگڑنے والوں کی سزا جبکہ ایمان قبول کرنے والے اور نیک اعمال کرنے والے لوگوں کی جزا بیان کی گئی ہے۔ رب کے بارے میں جھگڑنے والوں اور کفار کے بارے میں فرمایا:

﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ﴾

(۲۲/ الحج:۱۹۔۲۲)

''یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں، پس کافروں کے لئے تو آگ کے کپڑے بیونت کر کاٹے جائیں گے اور ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھولتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔ جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی۔ اور ان کی سزا کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔ جب کبھی ارادہ کریں گے کہ سخت گھٹن کی وجہ سے اس سے نکلیں وہ اس میں لوٹا دیے جائیں گے اور (ان سے کہا جائے گا) چکھو جلنے کا عذاب۔''

نیک اعمال کرنے والے اہل ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝ ﴾

(۲۲/ الحج:۲۳۔۲٤)

''ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو اللہ ان جنتوں میں لے جائے گا

جن کے درختوں تلے سے نہریں لہریں لے رہی ہیں۔ جہاں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سچے موتی بھی۔ وہاں ان کا لباس خالص ریشم کا ہوگا۔ انہیں پاکیزہ بات کی راہنمائی کردی گئی اور قابل صد تعریف راہ کی ہدایت کردی گئی۔"

(۷) سورۃ الحج کا دوسرا سجدۂ تلاوت

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (۲۲/ الحج:۷۷)

''لوگو جو ایمان لائے ہو! رکوع کرو، سجدہ کرو، اپنے رب کی عبادت کرو اور نیکی کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

السجدة عند الشافعي

یہاں پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر ائمہ دین کے نزدیک سجدہ تلاوت ہے۔ مگر اسے صرف امام شافعی کی طرف منسوب کر دیا گیا بلکہ اس اختلاف کو حاشیۂ قرآن پر بھی ظاہر کیا گیا جس کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

کئی احادیث سے بھی یہاں سجدہ تلاوت کی تائید ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک حسن درجے کی حدیث درجِ ذیل ہے:

''اس سورت (الحج) کو دو سجدوں کی بنا پر فضیلت دی گئی ہے۔'' [1]

اس خیال کی کوئی حقیقت نہیں کہ یہاں پر رکوع و سجود اور عبادت کا چونکہ تذکرہ ہوا ہے لہٰذا یہاں پر سجدہ تلاوت نہیں۔ درست بات یہ ہے کہ سجدہ کے ساتھ ساتھ دیگر احکام کا ہونا سجدہ تلاوت میں رکاوٹ نہیں، بالخصوص جب اس کی تائید احادیثِ نبویہ، فرامینِ صحابہ اور اقوالِ ائمہ سے بھی ہوتی ہو۔ دیگر مقامات سجدہ تلاوت کو دیکھا جائے تو وہاں پر بھی سجدے کے تذکرے کے ساتھ ساتھ دیگر امور (رکوع، تسبیح، حمد، عبادت، خوفِ الٰہی، حکمِ الٰہی کی بجا آوری، استغفار، رجوع الی اللہ) کا تذکرہ کیا گیا ہے، تو کیا وہاں بھی سجدہ تلاوت تسلیم نہیں کیا جائے گا؟ فافهم و تدبر

حکم رکوع

رکوع نماز کا ایک اہم رکن ہے۔ بعض اوقات کسی چیز کے ایک جزء کے بیان سے

---

[1] ابوداؤد، سجود القرآن، تفريع ابواب السجود، ح:۱۴۰۲، ترمذی، ح: ۵۷۸۔

مقصود اس کا کل ہوتا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴾ (۲/ البقرة:۴۳)

''اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔''

اس سے مراد باجماعت نماز ادا کرنا ہے۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں لیا جاسکتا ہے کہ امام کے ساتھ صرف رکوع کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح حضرت مریم کو حکم تھا:

﴿ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴾ (۳/ اٰل عمرٰن:۴۳)

''اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔''

قرآن میں اہلِ ایمان کی صفت ﴿ الرّٰكِعُوْنَ ﴾ [1] ''رکوع کرنے والے'' بیان کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک صفت یوں بیان کی:

﴿ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ﴾ (۴۸/ الفتح:۲۹)

''آپ انہیں دیکھیں گے رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے۔''

جبکہ ان کے برعکس کافروں، مجرموں اور آخرت کے منکروں کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴾ (۷۷/ المرسلٰت:۴۸)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (اللہ کے آگے) رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔''

حکمِ سجدہ

راس العبادات نماز ہے جبکہ سجدہ نماز کا اہم ترین رکن ہے۔ اسی لئے بعض اوقات حکمِ سجدہ سے مراد نماز ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴾ (۲۵/ الفرقان:۶۴)

''اور (عبادالرحمٰن وہ ہیں) جو اپنے رب کے لئے سجدہ اور قیام کرتے ہوئے

---

[1] ۹/ التوبة:۱۱۲۔

رات گزارتے ہیں۔‘‘

نبی مکرم ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴾ (۱۵/ الحجر:۹۸)

’’تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔‘‘

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ ﴾ (۷۶/ الدھر:۲۵۔۲۶)

’’اور اپنے رب کا نام صبح اور پچھلے پہر یاد کیا کریں اور رات کے کچھ حصے میں بھی اس کے لئے سجدہ کریں اور لمبی رات تک اس کی تسبیح کیا کریں۔‘‘

اہل کتاب کے ایمان لانے والے گروہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ ﴾ (۳/ آل عمرٰن:۱۱۳)

’’وہ رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔‘‘

حکم عبادت

یہاں خالق کائنات کی عبادت کا حکم بھی دیا جا رہا ہے۔ کائنات کی ہر ہر چیز اپنی اپنی ہمت اور صلاحیت کے مطابق رب کائنات کی عظمت و کبریائی کی شہادت دے رہی ہے۔ یہاں خصوصی عبادت کے بعد عمومی عبادت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تمام قسم کی عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں۔ آیت زیر بحث میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے بندگی کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر تمام بنی نوع انسان کو عبادتِ رب کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ﴾

(۲/ البقرۃ:۲۱)

’’لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم

سے پہلے تھے۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ ﴾

(۳۶/ یٰس:۶۰۔۶۱)

"اولادِ آدم! کیا۔ میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ (تاکید کی) کہ میری عبادت کرو، یہ سیدھا راستہ ہے۔"

عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ ﴾

(۳/ آل عمرٰن:۵۱)

"یقیناً اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے، پس تم اس کی عبادت کرو، یہ سیدھا راستہ ہے۔"

تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ ﴾ (۲۱/ الانبیاء:۲۵)

"اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجا اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔"

دعوتِ ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ (۲۹/ العنکبوت:۱۶۔۱۷)

''اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ تم اللہ کے سوا چند بتوں ہی کی تو عبادت کرتے ہو اور سراسر جھوٹ گھڑتے ہو۔ یقیناً اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لیے کسی رزق کے مالک نہیں ہیں لہٰذا تم اللہ کے ہاں ہی رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

افعالِ خیر

ہمیشہ بہتر عمل اور اچھائی ہی کا قصد کرنا چاہیے۔ یہاں عبادات کے بعد دیگر اچھے اعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صلہ رحمی، بیمار پرسی، راست گوئی، یتیموں کی کفالت، غریبوں کو کھانا کھلانا اور دیگر تمام اخلاق حسنہ افعال خیر میں شامل ہیں۔ تمام افعال خیر یقیناً اللہ کے علم میں ہیں اور ان کا اہل ایمان کو لازمی طور پر صلہ دیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ﴾ (۲/ البقرۃ:۱۹۷)

''اور تم خیر (نیکی) میں سے جو بھی کرو گے اللہ اسے جانتا ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴾ (۲/ البقرۃ:۲۱۵)

''وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں؟ کہہ دیجیے! تم خیر میں سے جو بھی خرچ کرو وہ والدین، قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اور تم نیکی میں سے جو بھی کرو گے تو بلاشبہ اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔''

یتیم عورتوں، ناتواں بچوں اور یتیموں کے حقوق کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ

نے فرمایا:

﴿ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴾ (٤/ النساء:١٢٧)

''اور تم جو بھی نیکی کرو تو یقیناً اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔''

روزِ قیامت مومن کی نیکی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ﴾ (٣/ آل عمرٰن:٣٠)

''جس دن ہر شخص نے نیکی میں سے جو کیا ہوگا حاضر کیا ہوا پائے گا۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴾ (٩٩/ الزلزال:٧)

''اور جو شخص ایک ذرہ بھر نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔''

اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لے آئے تھے اور اچھے کاموں میں تندہی کا مظاہرہ کرتے تھے ان کی نیکی کی قدردانی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَن يُكْفَرُوهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴾

(٣/ آل عمرٰن:١١٥)

''اور وہ جو نیکی بھی کریں اس میں ان کی بے قدری ہرگز نہیں کی جائے گی اور اللہ متقی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے۔''

افعال خیر کی بے قدری تو دُور کی بات ہے لوگوں کو ان کی محنت سے بڑھ کر صلہ دیا جائے گا۔ رات کی عبادت، تلاوت قرآن مجید، کسب رزق حلال، جہاد فی سبیل اللہ، نماز کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور انفاق فی سبیل اللہ کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (٧٣/ المزمل:٢٠)

''اور جو نیکی بھی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں بہتر اور ثواب میں کہیں بڑھی ہوئی پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو، یقیناً اللہ بے حد بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فلاح کا دارومدار کن امور پر ہے؟

جب تم عبادات اور افعالِ خیر کو سرانجام دو گے تو تم فلاح کے امیدوار بن جاؤ گے، لہٰذا یہ تمنا رکھو کہ اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ تم جنت میں داخل ہو گے مگر محض اعمال پر بھروسہ نہ کر لینا کہ اللہ کی رحمت کو فراموش کر کے اپنے اعمال پر اترانے لگو۔ بہت سے اعمال ایسے ہیں جو لوگوں کی فوز و فلاح پر منتج ہوتے ہیں۔ اس سلسلے کے چند اعمال درج ذیل ہیں:

ایمان بالغیب، نماز کی پابندی، انفاق فی سبیل اللہ، کتب سماویہ پر ایمان، آخرت پر یقین، عبادت رب، افعال خیر، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ، اللہ کی نعمتوں کو یاد رکھنا، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، توبہ کرنا، قرآن کے احکام کی اتباع، اتباع رسول، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اعمال میں خلوص، تزکیہ نفس، عزت کی حفاظت، وعدوں اور امانتوں کی پاسداری وغیرہ۔ [1]

اس کے برعکس قرآن میں ان افعال کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جو فلاح میں رکاوٹ بنتے ہیں مثلاً کفر و شرک، اللہ پر جھوٹ باندھنا، آیاتِ الٰہی کی تکذیب، ظلم کرنا، جادوگری و دیگر جرائم۔ [2]

آیتِ سجدہ کا سیاق و سباق

آیات سجدہ کے سیاق و سباق میں عقیدہ توحید کا پیغام دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء الحسنٰی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ا۔ سباقِ آیت

آیت سجدہ کے سباق میں معبودان باطلہ کی بے بسی کو ایک مثال کے ذریعے نمایاں کیا

---

[1] دیکھیے: البقرۃ: ۱۔۵، ۱۸۹، آل عمرٰن: ۱۰۴، ۱۳۰، ۲۰۰، المائدۃ: ۳۵، ۱۰۰، الاعراف: ۶۹، ۵۷، الانفال: ۴۵، الحج: ۷۷، المومنون: ۱۔۱۱، النور: ۳۱، ۵۱، الروم: ۳۸، لقمٰن: ۴۔۵، الجمعۃ: ۱۰، الاعلیٰ: ۱۴، الشمس: ۹۔

[2] دیکھیے: الانعام: ۲۱۔۱۳۵، یونس: ۱۷، ۶۹، ۷۷، یوسف: ۲۳، النحل: ۱۱۶، المؤمن: ۱۱۷، القصص: ۳۷، ۸۳۔

گیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ ﴾ (۲۲/ الحج:۷۳-۷۴)

''لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، اسے غور سے سنو! بے شک وہ لوگ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کر سکیں گے، خواہ وہ اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے وہ اسے اس سے چھڑا نہ پائیں گے۔ کمزور ہے مانگنے والا اور وہ بھی جس سے مانگا گیا۔ انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جو۔ اس کی قدر کا حق تھا۔ بے شک اللہ یقیناً بہت قوت والا ہے، سب پر غالب ہے۔''

اس کے بعد فرمایا:

﴿ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ ﴾

(۲۲/ الحج:۷۵-۷۶)

''اللہ فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے چنتا ہے اور لوگوں میں سے بھی، بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جاتے ہیں۔''

ب۔ سیاقِ آیت

آیت سجدہ کے بعد سورۃ الحج کی آخری آیت ہے۔ اس آیت میں جہاد فی اللہ، دین ابراہیم علیہ السلام، نماز، زکوۃ، صفت رسول ﷺ نیز اللہ تعالیٰ کے ''مولیٰ'' اور مددگار ہونے کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝﴾ (۲۲/ الحج:۷۸)

''اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو جیسا اس کے جہاد کا حق ہے۔ اسی نے تمہیں چنا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ اپنے باپ ابراہیم کی ملت کے مطابق۔ اسی نے تمہارا نام مسلمین رکھا، اس سے پہلے اور اس (کتاب) میں بھی، تا کہ رسول تم پر شہادت دینے والا بنے اور تم لوگوں پر شہادت دینے والے بنو۔ پس نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑو، وہی تمہارا مالک ہے، اچھا مالک ہے اور اچھا مددگار ہے۔''

(۸)
سورۃ الفرقان
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۩ ﴾ (۲۵/ الفرقان: ٦٠)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں: رحمٰن کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کے لیے تُو ہمیں حکم دیتا ہے، اور یہ بات انہیں بدکنے میں بڑھا دیتی ہے۔''

سجدہ رحمٰن کو کیا جائے

اس آیت میں کفار و مشرکین کو دعوتِ توحید دی گئی ہے۔ انہیں یہ کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آگے سربسجود ہوں مگر انہوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ رحمٰن کیا چیز ہے؟

رحمٰن کون ہے؟

مشرکین اسم الٰہی 'الرحمٰن' کے منکر تھے۔ اللہ تعالیٰ کو ماننے کا دعویٰ جبکہ رحمٰن کا انکار ان کی حماقت اور جہالت کا ثبوت تھا کیونکہ اللہ اور رحمٰن دو ہستیاں نہیں، بلکہ ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ ﴾

(۱۷/ بنی اسراءیل: ۱۱۰)

''کہہ دیجیے! اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو، جس کسی (نام سے اس) کو پکارو گے تو یہ بہترین نام اسی کے ہیں۔''

وہی اللہ ہے اور وہی رحمٰن ہے۔ ان دونوں اسمائے حسنٰی کی طرف منسوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن پسندیدہ ترین ناموں میں سے ہیں۔ [1]

کفار کا من الرحمن کہنے کی بجائے ما الرحمن کہنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے یہ الفاظ ازراہِ تحقیر کہے تھے۔ کافروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

وَ اِلَيْهِ مَتَابِ ﴾ (۱۳/ الرعد: ۳۰)

''اور وہ رحمٰن (انتہائی مہربان) سے کفر کر رہے ہیں۔ کہہ دیجیے! وہی میرا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَ هُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴾ (۲۱/ الانبیاء: ۳۶)

''یہ منکرین آپ کو جب بھی دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق ہی اڑاتے ہیں کہ کیا یہی وہ ہے جو تمہارے معبودوں کا تذکرہ (برائی سے) کرتا ہے، حالانکہ وہ خود رحمٰن کی یاد کے بالکل ہی منکر ہیں۔''

صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی ﷺ نے کاتب سے فرمایا کہ

بسم الله الرحمٰن الرحيم لکھو۔

سہیل بن عمرو (قریش کا نمائندہ) کہنے لگا:

اما الرحمن فوالله ما ادری ماهو ولکن اكتب باسمك اللهم كما كنت تكتب [2]

''رحمٰن کو، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے۔ البتہ تم باسمك اللهم لکھو جیسے پہلے لکھتے تھے۔''

مسلمانوں نے کہا:

واللہ! ہم تو بسم الله الرحمن الرحيم کے علاوہ کچھ اور نہیں لکھیں گے۔

نبی ﷺ نے (کاتب سے) فرمایا:

---

[1] مسلم، الادب، النهی عن التكنی بابی القاسم......ح: ۲۱۳۲۔

[2] بخاری، الشروط، الشروط فی الجهاد والمصالحة......ح: ۲۷۳۱-۲۷۳۲۔

((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ)) ہی لکھ لو! [1]

جس رحمٰن سے قریشِ مکہ لاعلمی کا اظہار کرتے تھے قرآن میں اس کا تعارف بہت سے مقامات پر کروایا گیا ہے:

① رحمٰن وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ [2]

② رحمٰن وہ ہے جس کی پناہ مانگی جاتی ہے۔ [3]

③ رحمٰن وہ ہے جس کے نام کی نذر مانی جاتی ہے۔ [4]

④ رحمٰن وہ ہے جس کی آیات بندوں کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں۔ [5]

⑤ رحمٰن وہ ہے جس نے اپنے بندوں سے جناتِ عدن کا وعدہ کیا ہے۔ [6]

⑥ رحمٰن وہ ہے جس کی طرف متقی قیامت کے دن مہمان بنا کر جمع کیے جائیں گے۔ [7]

⑦ رحمٰن وہ ہے جو اولاد سے پاک ہے۔ [8]

⑧ رحمٰن وہ ہے جس کے پاس آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق غلام بن کر حاضر ہوگی۔ [9]

⑨ رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔ [10]

⑩ رحمٰن وہ ہے کہ جس کے آگے تمام آوازیں پست ہو جائیں گی۔ [11]

⑪ رحمٰن وہ ہے جس کے اذن کے بغیر کسی کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی۔ [12]

⑫ رحمٰن کی ہی قیامت کے دن حقیقی بادشاہی ہوگی۔ [13]

⑬ رحمٰن وہ ہے جس کے آگے سجدہ ریز ہونے کا حکم ہے۔ [14]

---

[1] بخاری، الشروط، الشروط فی الجهاد والمصالحة...... ح:٢٧٣١-٢٧٣٢-

[2] البقرة:١٦٣- [3] مریم:١٨- [4] ایضاً:٢٦- [5] ایضاً:٥٨-

[6] ایضاً:٦١- [7] ایضاً:٨٥-

[8] ایضا:٩٢- الانبیاء:٢٦، الزخرف:٨١-

[9] مریم:٩٣- [10] طٰه:٥، الفرقان:٥٩-

[11] طٰه:١٠٩- [12] ایضاً:١٠٩-

[13] الفرقان:٢٦- [14] ایضاً ٦٠-

⑭ رحمٰن وہ ہے جس کی طرف سے قرآن اتارا گیا۔ ❶

⑮ رحمٰن وہ ہے جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔ ❷

⑯ رحمٰن وہ ہے جو پرندوں کو فضا میں تھام لیتا ہے اور ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔ ❸

⑰ رحمٰن وہ ہے جو آسمان وزمین اور ان دونوں کے درمیان کی تمام اشیاء کا رب ہے۔ ❹

⑱ رحمٰن وہ ہے جس کی اجازت کے بغیر قیامت کے روز کوئی بات نہیں کرے گا۔ ❺

نبی اکرم ﷺ کا حکم سجدہ

کفار نے رحمٰن کو سجدہ کرنے سے اس لئے انکار کیا کہ اس کا حکم نبی اکرم ﷺ نے دیا تھا۔ یہ رسول (ﷺ) کو جھٹلانے کی بنا پر ہے۔ انہوں نے ضد میں آ کر نبی ﷺ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ گویا کہ انہوں نے کہا: ہم تیرے کہنے سے رحمٰن کو سجدہ نہیں کریں گے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

گویا ان کا اصول یہ ہے۔

جو نکلے جہاز ان کا بچ کر بھنور سے
تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے

بھلا ایسی بے عقلی پر جو کچھ یہ کریں کیا تعجب ہے، اسی لیے تو یہ اتنا اتراتے ہیں۔ ❻

رحمٰن سے دُور بھاگنے والے

آیت سجدہ کے آخر میں ﴿وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا﴾ کے الفاظ ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کو جب حکم ملا کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو اس حکم سجدہ کی وجہ سے وہ بجائے اس کے کہ اطاعت کرتے، ان کی نفرت بڑھ گئی۔ ان کے بدکنے میں اضافہ ہو گیا۔ توحید سے مشرکین کی ناگواری اور گھٹن کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

❶ حم السجدۃ:۲۔ ❷ الرحمن:۱۔۴۔ ❸ الملک:۱۹۔
❹ النبأ:۳۷۔ ❺ ایضاً:۳۸۔ ❻ تفسیر ثنائی:۴۳۶۔

﴿وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾

(۳۹/ الزمر:۴۵)

''اور جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو اُن لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ کھل کر خوش ہو جاتے ہیں۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان کافروں کی حالت یہ ہے کہ توحید کا کلمہ سننا انہیں ناپسند ہے۔ اللہ کی وحدانیت کا ذکر سن کر ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں، اس کا سننا بھی انہیں پسند نہیں۔ ان کا جی اس میں نہیں لگتا۔ کفر و تکبر انہیں روک دیتا ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾

(۳۷/ الصّٰفّٰت:۳۵)

''ان سے جب کہا جاتا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں تو یہ تکبر کرتے تھے۔''

اور ماننے سے جی چراتے تھے۔ چونکہ ان کے دل حق کے منکر ہیں اس لئے باطل کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں۔ جہاں بتوں کا اور دوسرے معبودوں کا ذکر آیا تو ان کی باچھیں کھل گئیں۔ [1]

مشرکین کو جب حق کی دعوت دی جاتی ہے وہ اس سے دُور بھاگتے ہیں۔ جس سے ان کے کفر اور بد بختی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں کفر و نفاق ہوتا ہے قرآنی سورت کے نزول کے ساتھ ان کی حالت کفر و نفاق میں شدت آ جاتی، جیسا کہ قرآن مجید

---

[1] ابن کثیر ۴/ ۵۰۱۔

میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴾ (۹/ التوبة:۱۲۵)

''اور رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے تو اس (سورت) نے ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی کا اضافہ کر دیا اور وہ اس حال میں مرے کہ کافر تھے۔''

جبکہ اہلِ ایمان کی کیفیت ان سے مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾

(۹/ التوبة:۱۲٤)

''اور جب بھی کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اس نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟ تو جو لوگ ایماندار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ بہت خوش ہو رہے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی آیات اور پیغامِ توحید سن کر مومن خوش ہوتے ہیں، وہ اللہ رحمٰن ورحیم کو ہی عبادت کے لائق سمجھتے ہیں اور اسی کے لئے سجدے کرتے ہیں۔ ان کے برعکس کفار و مشرکین اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت نہیں کرتے، آیاتِ توحید سن کر چیں بجبیں ہوتے ہیں اور ان کے دل سکڑتے ہیں، نتیجتاً مشرکین دعوتِ توحید سے دُور بھاگتے ہیں اور رحمٰن ورحیم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

آیت سجدہ کا سیاق وسباق

آیت سجدہ کے سیاق وسباق میں اللہ تعالیٰ کی توحید، عبادت اور انعامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ا۔ آیت سجدہ کا سباق

آیت کے سباق میں الرحمٰن کی صفات بیان کرتے ہوئے اس کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝﴾

(۲۵/ الفرقان:۵۸۔۵۹)

''اور اس زندہ پر بھروسا کیجیے جسے موت نہیں آئے گی اور اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی پوری خبر رکھنے والا کافی ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر مستوی ہوا، وہی رحمٰن (بے حد رحم والا) ہے، تو آپ اس کے بارے میں کسی پورے باخبر سے پوچھ لیجیے۔''

ب۔ آیت سجدہ کا سیاق

آیت سجدہ کے سیاق میں رحمٰن اور عباد الرحمٰن کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ۝﴾ (۲۵/ الفرقان:۶۱۔۶۲)

''بہت برکت والا ہے وہ (رحمٰن) جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک روشنی کرنے والا چاند بنایا اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا، اس کے لئے جو چاہے کہ نصیحت حاصل کرے یا کچھ شکر کرنا چاہے۔''

ان آیات کے بعد عباد الرحمٰن کی درج ذیل ایجابی و سلبی صفات بیان کی گئیں ہیں:

① زمین پر نرمی سے چلنا۔

② جہلاء کو سلام متارکت کہنا۔

③ رات کو عبادت کرنا۔

④ عذابِ جہنم سے اللہ کی پناہ مانگنا۔

⑤ خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا۔

⑥ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارنا۔

⑦ قتل ناحق سے گریز کرنا۔

⑧ زنا سے بچنا۔

⑨ جھوٹی گواہی نہ دینا۔

⑩ لغویات اور بیہودہ مشاغل سے کنارہ کشی اختیار کرنا۔

⑪ اللہ سے دعا مانگنا کہ وہ ان کے اہل وعیال کو اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

⑫ عباد الرحمٰن اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں وہ انہیں پرہیزگاری کے اعلیٰ مقام پر سرفراز فرمائے۔

(۹)
سورۃ النمل
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ ﴾

(۲۷/ النمل:۲۵۔۲۷)

''کیوں نہیں وہ اللہ کو سجدہ کرتے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو نکالتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ جانتا ہے۔ اللہ، جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، عرش عظیم کا رب ہے۔''

مخلوق کو سجدہ کرنے والے اور اللہ کو سجدہ کرنے والے

سجدہ اللہ ہی کو کرنا چاہیے جو کہ خالق کائنات ہے، آفتاب و ماہتاب اور جملہ مخلوقات اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ ریزی کرتی ہیں۔ سورۃ النمل کے اس مقام پر سجدہ کرنے سے اہلِ ایمان اپنے آپ کو اُن سورج پرستوں سے جدا کرتے ہیں جو سورج کو سجدے کرتے ہیں، سورج من دون اللہ ہے اور من دون اللہ کو سجدہ کرنا ہدایت سے محرومی ہے۔ اہلِ ہدایت صرف وہ ہوتے ہیں جو ایمان کو شرک سے آلودہ نہیں کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۝ ﴾ (٦/ الانعام:٨٢)

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) کی ملاوٹ نہ کی ان کے لئے امن ہے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں۔''

ہدہد کی توحیدی سوچ

سبا پر ایک عورت کی حکومت تھی۔ ہدہد نے قومِ سبا کی گمراہی اور مشرکانہ روش کا پردہ چاک کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات کو بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے۔ ہدہد کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

چونکہ ہدہد خیر کی طرف بلانے والا، اللہ کی عبادت کا حکم دینے والا اور اس کے سوا غیر کے سجدے سے روکنے والا تھا اس لئے اس کے قتل کی ممانعت کر دی گئی

ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار قسم کے جانوروں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے؛ چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، صرد (لٹورا) [1]

آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ اشیاء کو ظاہر کرنے والا

مقام سجدہ پر اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ﴿يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ بیان کی گئی ہے۔ آسمانوں اور زمین کی ایسی ایسی چیزوں کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے کہ جن کے ظہور سے پہلے انسان ان کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ آسمانوں سے بارش وغیرہ نازل کرنا اس مسجود حقیقی کی قدرت اور مہربانی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴾ (٢٤/ النور:٤٣)

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل کو چلاتا ہے، پھر اسے آپس میں ملاتا ہے، پھر اسے تہ بہ تہ کر دیتا ہے، تو آپ بارش کو دیکھتے ہیں کہ اس کے درمیان سے نکل رہی ہے اور وہ آسمان سے ان پہاڑوں میں سے جو اُس میں ہیں اولے برساتا ہے، پھر انہیں جس کے پاس چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور انہیں جس سے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو لے جائے۔''

زمین سے اللہ تعالیٰ ہر آن بے شمار نباتات اور طرح طرح کی معدنیات خارج کر رہا ہے۔ قسم قسم کے تیل (پٹرول وغیرہ) اور گیس نکال رہا ہے۔ اس قسم کی بعض نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] ابوداؤد، الادب، فی قتل الذر، ح:٥٢٦٧؛ ابن ماجة، الصيد، ماينهى عن قتله، ح:٣٢٢٤۔

﴿ وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ (٦/ الانعام:٩٩)

''اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس کے ساتھ ہر چیز کی انگوری نکالی، پھر ہم نے اس سے سبز کھیتی نکالی، جس میں سے ہم تہ بہ تہ چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے ان کے گابھے میں سے جھکے ہوئے خوشے ہیں اور انگوروں اور زیتون اور انار کے باغات ملتے جلتے اور نہ ملنے جلنے والے۔ اس کے پھل کی طرف دیکھو جب وہ پھل لائے اور اس کے پکنے کی طرف۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔''

علمِ الٰہی کی وسعت

اللہ تعالیٰ پر کوئی بھی چیز مخفی نہیں ہے۔ اس کا ارشاد ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے جسے تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ؀ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ؀ ﴾ (٦٧/ الملك:١٣-١٤)

''تم اپنی بات کو چھپاؤ یا اسے بلند آواز سے کرو (اللہ کے لئے برابر ہے) یقیناً وہ سینوں والی بات کو (بھی) خوب جاننے والا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے اور وہی تو ہے جو نہایت باریک بین ہے، کامل خبر رکھنے والا ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ ﴾

(١٠٠/ العٰدیٰت:٩-١٠)

''تو کیا وہ نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے باہر نکال پھینکا جائے گا اور جو کچھ سینوں میں ہے، ظاہر کر دیا جائے گا۔''

قیامت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ ﴾ (٦٩/ الحاقة:١٨)

''اس دن تم پیش کیے جاؤ گے، تمہاری کوئی چھپی ہوئی بات چھپی نہیں رہے گی۔''

اللہ سے کوئی چیز مخفی کیسے رہ سکتی ہے جبکہ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴾ (٦٥/ الطلاق:١٢)

''تا کہ تم جان لو کہ یقیناً اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے اور یہ کہ بلاشبہ اللہ نے ہر چیز کو علم سے گھیر رکھا ہے۔''

ہر ہر چیز کا جاننے والا (اللہ) ہی معبود ہے

﴿ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴾ [1] سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے پوشیدہ امور سے آگاہ ہے۔ جو مخلوقات کے ذرہ ذرہ سے باخبر ہے اور ہر بندہ کے خفیہ و ظاہر سے آگاہ ہے وہی عبادت کا مستحق ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں محمد نعیم الدین مراد آبادی نے لکھا ہے:

اس میں آفتاب پرستوں بلکہ تمام باطل پرستوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی پوجیں۔ مقصود یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائنات ارضی و سماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالم ہو۔ جو ایسا نہیں وہ کسی طرح مستحقِ عبادت نہیں۔ [2]

---

[1] ٢٧/ النمل:٢٥۔ [2] کنز الایمان فی ترجمة القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، ص: ٦٨١۔

نعیم الدین مراد آبادی کی یہ عبارت ان تمام مبلغین اور واعظین کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو بندگانِ الٰہی کے علم وقدرت کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے ہیں گویا کہ وہ انبیاء واولیاء کو کائناتِ ارضی وسماوی پر قادر اور جمیع معلومات کا عالم قرار دے کر مستحقِ عبادت قرار دیتے ہیں!

رب العرش العظیم

عرش پر مستوی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو رب العرش کہا گیا ہے۔ رب العرش ہی عبادت کا مستحق ہے۔ کئی آیات میں اللہ تعالیٰ کو ذوالعرش (عرش والا) کہا گیا ہے:

۱۔ ﴿ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴾ (۱۷/ بنی اسراءیل:۴۲)

''کہہ دیجیے! اگر اس کے ساتھ کچھ اور معبود ہوتے، جیسا کہ وہ کہتے ہیں، تو اس وقت وہ عرش والے کی طرف کوئی راستہ ضرور ڈھونڈتے۔''

۲۔ ﴿ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ﴾ (۴۰/ المؤمن:۱۵)

''وہ بہت بلند درجوں والا، عرش والا ہے۔''

۳۔ ﴿ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ ﴾

(۸۱/ التکویر:۱۹۔۲۰)

''یہ تو ایک ایسے پیغام پہنچانے والے کی زبان سے نکلا ہوا ہے جو بہت معزز ہے۔ بڑی قوت والا ہے، عرش والے کے ہاں بہت مرتبے والا ہے۔''

۴۔ ﴿ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ ﴾

(۸۵/ البروج:۱۴۔۱۵)

''اور وہی ہے جو بہت بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا ہے، جو عرش والا ہے، بڑی شان والا ہے۔''

عرشِ الٰہی

قرآن میں اللہ تعالیٰ کے عرش کی دو صفات العظیم (بہت عظمت والا) اور الکریم

(عزت والا) بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کی صفت العظیم کا تذکرہ قرآن میں تین مقامات پر ہوا ہے۔ ایک تو یہی مقام سجدہ ہے، جبکہ دوسری اور تیسری آیت سورۃ التوبۃ اور سورۃ المومنون میں ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ (۹/ التوبة:۱۲۹)

''پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دیجیے! مجھے اللہ ہی کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، مَیں نے اسی پر بھروسا کیا اور وہی عرشِ عظیم کا رب ہے۔''

عرش عظیم کی صفت الکریم بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ﴾

(۲۳/ المؤمنون:۱۱۶)

''بہت بلند ہے اللہ، جو سچا بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، عزت والے عرش کا رب ہے۔''

عرش عظیم اور العرش العظیم

ہد ہد نے ملکہ سبا کے تخت کے بارے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ خبر دی:

﴿وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ﴾ (۲۷/ النمل:۲۳)

''اور اس (عورت) کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔''

جبکہ اللہ تعالیٰ کے عرش کو العرش العظیم کہا گیا ہے۔ یہاں ملکہ سبا کے تخت کو جو عظیم کہا گیا ہے تو یہ دنیوی بادشاہوں کے تختوں کے مقابلے میں ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے عرش کی صفت عظیم کہنا اللہ کی تمام مخلوقات کے مقابلے میں ہے اور اس کے آگے ملکہ سبا اور دیگر ملوک وسلاطین کے تختوں کی حیثیت ہی کیا ہے!

مقامِ سجدہ کا سیاق وسباق

مقام سجدہ کے سباق میں ہد ہد کی اس سچی خبر کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی تھی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ ﴾ (۲۷/ النمل: ۲۲-۲٤)

''تو وہ کچھ دیر ٹھہرا، جو زیادہ نہ تھی، پھر اس نے کہا: مَیں نے اس بات کا احاطہ کیا ہے جس کا احاطہ آپ نے نہیں کیا اور میں آپ کے پاس سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ بے شک مَیں نے ایک عورت کو پایا کہ ان پر حکومت کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے حصہ دیا گیا ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔ مَیں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال مزین کر دیے ہیں، پس انہیں اصل راستے سے روک دیا ہے، تو وہ ہدایت نہیں پاتے۔''

آیت سجدہ کے سیاق میں ہد ہد کی خبر کی تحقیق و تصدیق اور اس کے دوبارہ ملکہ سبا کے پاس خط لے کر بھیجے جانے کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾ ﴾ (۲۷/ النمل: ۲۷-۳۱)

''کہا عنقریب ہم دیکھیں گے کہ تُو نے سچ کہا، یا تُو جھوٹوں سے تھا۔ میرا یہ خط لے جا، اسے ان کی طرف پھینک دے، پھر ان سے لوٹ آ، پس دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ اس (ملکہ) نے کہا: سردارو! بے شک وہ اللہ کے نام سے ہے، جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔ یہ کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور فرمانبردار بن کر میرے پاس آ جاؤ۔''

(۱۰)
سورۃ السجدۃ
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴾ (۳۲/ السجدة:۱۵)

''ہماری آیات پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں ان کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔''

آیاتِ الٰہی پر ایمان

آیت سجدہ میں کامل اہلِ ایمان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''سچے ایمانداروں کی نشانی یہ ہے کہ وہ دل کے کانوں سے ہماری آیتوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ زبانی حق مانتے ہیں اور دل سے بھی برحق مانتے ہیں۔'' [1]

ان لوگوں کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام ہے جو اللہ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ﴾ (٦/ الانعام:٥٤)

''اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ کہیں کہ تم پر سلام ہو۔ تمہارے رب نے اپنے اوپر رحم کرنا لازم کر لیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لانے والے اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] تفسیر ابن کثیر۔

﴿ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (۷/ الاعراف:۱۵۶)

''اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ میں اسے ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو پرہیز گاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ان کے لئے جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔''

گمراہی سے وہی لوگ نکلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لا کر فرمانبرداری کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (۳۰/ الروم:۵۳)

''اور آپ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے راہ پر لانے والے بالکل نہیں، آپ تو اُنہی کو سناتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں، وہی فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔''

ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

﴿ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۚ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴾

(۴۳/ الزخرف:۶۸۔۷۰)

''میرے بندو! آج نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے، وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ فرمانبردار تھے۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ اور تمہاری بیویاں (بھی)، تم خوش کئے جاؤ گے۔''

اس کے برعکس جو لوگ آیاتِ الٰہی پر ایمان نہیں لاتے وہ جہنمی ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْــَٔــمَةِ ۭ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴾

(۹۰/ البلد/ ۱۹۔۲۰)

''اور جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا وہی بائیں ہاتھ والے ہیں۔ ان پر (ہر طرف سے) آگ بند کی ہوئی ہوگی۔''

ایسے لوگ شدید عذاب کے مستحق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴾ (۳/ آل عمرٰن:۴)

''جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا ان کے لیے بہت سخت عذاب ہے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ ﴾ (۱۶/ النحل:۱۰۴۔۱۰۵)

''جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ جھوٹ تو وہی لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور وہی اصل جھوٹے ہیں۔''

جو لوگ آیاتِ الٰہی پر ایمان لانے کے منکر ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے اعمال برباد کر دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ﴾ (۱۸/ الکھف:۱۰۵)

''یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا لہٰذا اُن کے اعمال ضائع ہو گئے، قیامت کے دن ہم اُن کے لئے کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔''

اللہ کی آیات پر ایمان نہ لانے والوں کو اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ [1]

---

[1] ۲۰/ طٰہٰ:۱۲۶۔۱۲۷۔

ایسے لوگوں کی مثال کتوں کی سی ہے۔ ❶

تذکیر بالآیات

آیتِ سجدہ میں ﴿اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا﴾ کے الفاظ سے آیات کے ذریعے نصیحت کرنے کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر تذکیر بالآیات اور تذکیر بالقرآن کا حکم موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ﴾ (٥٠/ ق:٤٥)

"قرآن کے ساتھ آپ اس شخص کو نصیحت کریں جو میرے عذاب سے ڈرتا ہے۔"

عبادالرحمٰن کو جب اللہ کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان میں غور وفکر کرتے ہیں اور ان کا اثر قبول کرتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا﴾

(٢٥/ الفرقان:٧٣)

"جب انہیں ان کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جائے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔"

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"سچے ایمانداروں کی نشانی یہ ہے کہ وہ دل کے کانوں سے ہماری آیتوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ زبانی جو مانتے ہیں اسے دل سے بھی برحق جانتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہیں اور اتباع حق سے جی نہیں چراتے۔" ❷

زیر بحث مقام سجدہ سے چند آیات کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو تذکیرِ آیات کو قبول نہیں کرتے اور ان سے اعراض کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ﴾ (٣٢/ السجدة:٢٢)

---

❶ ٧/ الاعراف:١٧٥۔١٧٧۔ ❷ تفسیر ابن کثیر۔

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیات کے ساتھ نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے منہ پھیر لیا، یقیناً ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔''

مجرموں سے انتقام کے بیان سے معلوم ہوا کہ ظالموں سے شدید انتقام لیا جائے گا۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا﴾

(۱۸/ الکهف:۵۷)

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے وہ پھر بھی منہ موڑے رہے اور جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیج رکھا ہے اسے بھول جائے، بیشک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ اسے (نہ) سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی ہے، گو آپ انہیں ہدایت کی طرف بلاتے رہیں، لیکن یہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے۔''

حمدِ باری تعالیٰ اور تسبیح

مومن اپنے رب کی تسبیح اور حمد بیان کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو تمام نقائص اور عیوب سے پاک قرار دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب نہیں کرتے جو اُس کے شایانِ شان نہ ہو۔ حقیقی مومن اپنے رب کی نعمتوں پر اس کی حمد کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)) [1]

---

[1] بخاری، الاذان، الدعاء فی الرکوع، ح:۷۹٤؛ مسلم، الصلاة، مایقال فی الرکوع و السجود، ح: ٤٨٤۔

''اللہ! ہمارے رب! تُو (ہر نقص سے) پاک ہے، اپنی تعریف کے ساتھ،
اللہ! مجھے بخش دے۔''

حمد وتسبیح کو جمع کرنا باعث فضیلت ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی آخری حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ)) [1]

''دو کلمے ایسے ہیں جو رحمٰن کو بہت ہی پسند ہیں، جو زبان پر بہت ہلکے ہیں، (قیامت کے دن) ترازو میں بہت بھاری ہوں گے۔ (وہ کلمات یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔''

تکبر سے بچاؤ

مومن عاجزی وانکساری کے پیکر ہوتے ہیں۔ وہ اکڑتے اینٹھتے نہیں: ﴿وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ﴾ ''اور وہ تکبر نہیں کرتے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عاجزی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ، وَلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ)) [2]

''اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ آپس میں عاجزی اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَمَا

---

[1] بخاری، التوحید، قول الله: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ﴾ (الانبیاء:٤٧) ح: ٧٥٦٣۔ [2] مسلم، الجنة و صفة نعیمها و اهلها، الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة و اهل النار، ح:٢٨٦٥۔

مُتَوَاضِعٌ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ)) [1]

''صدقہ کسی مال کو گھٹاتا نہیں ہے اور عفو و درگزر سے اللہ عزت میں ہی اضافہ کرتا ہے۔ اور جو صرف اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ اسے بلند کرتا ہے۔''

جبکہ کفار متکبر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ ﴾

(٤٠/ المؤمن:٦٠)

''جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

تکبر کرنے والے اللہ کی آیات سے دُور چلے جاتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ ﴾ (٧/ الاعراف:١٤٦)

''مَیں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں، اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اسے اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا طریقہ بنا لیں، یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے۔''

تکبر قبولِ حق میں رکاوٹ کا باعث ہوتا ہے۔ ابلیس کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (٢/ البقرة:٣٤)

---

[1] مسلم، البر، استحباب العفو و التواضع، ح:٢٥٨٨۔

''اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔''

کافروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ﴾ (۳۱/ لقمن:۶۔۷)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں، آپ اسے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ۙ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـــَٔۨا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ﴾

(۴۵/ الجاثیة:۶۔۹)

''یہ ہیں اللہ کی آیتیں جنہیں ہم آپ کو راستی سے سنا رہے ہیں، پس اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ ''ویل'' اور افسوس ہے ہر ایک جھوٹے گنہگار پر۔ جو اللہ کی آیتیں سنتا ہے جو اُس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں، پھر بھی غرور کرتا ہوا اس طرح اڑا رہے کہ گویا سنی ہی نہیں۔ تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر (پہنچا) دیجیے۔ وہ جب ہماری آیتوں میں سے

کسی آیت کی خبر پالیتا ہے تو اس کی ہنسی اڑاتا ہے، یہی لوگ ہیں جن کے لئے رسوائی کی مار ہے۔"

کفار کو کھالوں کو جلا دینے والی آگ میں داخل کیا جائے گا۔ یہ ان کے تکبر کی سزا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۝ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ ﴾ (٧٤/ المدثر:١٦-٢٥)

"نہیں نہیں، وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے، عنقریب میں اسے ایک دشوار چڑھائی چڑھاؤں گا، اس نے غور کر کے تجویز کی، اسے ہلاکت ہو کیسی (تجویز) سوچی؟ پھر وہ غارت ہو کس طرح اندازہ کیا، اس نے پھر دیکھا، پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا، پھر پیچھے ہٹ گیا اور غرور کیا، اور کہنے لگا یہ تو صرف جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے، سوائے انسانی کلام کے کچھ بھی نہیں۔"

آیات سے تکبر کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ۝ ﴾

(٦/ الانعام:٩٣)

"اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تمہیں ذلت کی سزا دی جائے گی، اس سبب سے کہ تم اللہ کے ذمے جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔"

قارون کو بھی اس کے تکبر کی وجہ سے زمین میں دھنسایا گیا۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی تکبر کرنے والوں کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ چند احادیث ملاحظہ کیجیے:

۱۔ ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ کِبْرٍ))
"وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔"

ایک شخص نے پوچھا کہ آدمی کو یہ پسند ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں؟ آپ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ)) [1]
"یقیناً اللہ صاحبِ جمال ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو حق بات ٹھکرانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔"

۲۔ ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا:

((کُلْ بِیَمِیْنِكَ))
"دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔"

اس نے کہا: مَیں نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا:

((لَا اسْتَطَعْتَ))
"تم طاقت ہی نہ رکھو۔"

اسے صرف تکبر نے آپ کی بات ماننے سے روکا تھا۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (اس حدیث کے راوی) نے بیان کیا کہ (اس کے بعد) وہ آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ کی طرف نہیں اٹھا سکا۔ [2]

---

[1] مسلم، الایمان، تحریم الکبر و بیانه، ح:۹۱۔

[2] مسلم، الاطعمة، آداب الطعام و الشراب و احکامهما، ح:۲۰۲۱۔

۳۔ ((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ)) ❶

''کیا میں تمہیں جہنمیوں کی خبر نہ دوں؟ ہر سرکش، بخیل اور متکبر جہنمی ہے۔''

۴۔ ((اِحْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَ النَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: فِیَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَکَبِّرُوْنَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِیَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاکِیْنُهُمْ، فَقَضَی اللّٰهُ بَیْنَهُمَا: اِنَّكِ الْجَنَّةُ رَحْمَتِیْ، اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَ اِنَّكِ النَّارُ عَذَابِیْ، اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ، وَ لِکِلَیْکُمَا عَلَیَّ مِلْؤُهَا)) ❷

''جنت اور جہنم نے باہم جھگڑا کیا۔ جہنم نے کہا: میرے اندر بڑے بڑے سرکش اور متکبر لوگ ہوں گے، اور جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مسکین قسم کے لوگ ہوں گے۔ اللہ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا کہ اے جنت! تُو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعے سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا، اور اے جہنم! تُو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے سے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا۔ اور تم دونوں کے بھرنے کی ذمے داری مجھ پر ہے۔''

۵۔ ((ثَلَاثَةٌ لَّا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ: شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ)) ❸

''تین آدمی ہیں جن سے اللہ قیامت والے دن کلام نہیں کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور تکبر کرنے والا فقیر (تنگدست)۔''

---

❶ بخاری، التفسیر، قوله تعالیٰ: ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ﴾، ح:٤٩١٨؛ مسلم، الجنة و نعیمها، النار یدخلها الجبارون و الجنة یدخلها الضعفاء، ح:٢٨٥٣۔

❷ مسلم، الجنة و صفة نعیمها، النار یدخلها الجبارون، و الجنة یدخلها الضعفاء، ح:٢٨٤٧۔ ❸ مسلم، الایمان، بیان غلظ تحریم اسبال الازار و المن بالعطیة و تنفیق السلعة بالحلف...... ح:١٠٧)

آیتِ سجدہ کا سیاق وسباق

آیتِ سجدہ کے سباق میں منکرینِ آخرت کی بے بسی اور حسرت ویاس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔آیتِ سجدہ سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کفار کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾ (۳۲/ السجدۃ:۱٤)

''اب تم اپنے اس دن کی ملاقات کے فراموش کرنے کا مزہ چکھو، ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا، اور ابدی عذاب چکھو، اس کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔''

آیتِ سجدہ کے سیاق میں مومن (جو اللہ کی آیات سے نصیحت قبول کرتا ہے) اور کافر (جو آیاتِ الٰہی سے اعراض کرتا ہے) کا موازنہ کیا گیا ہے۔ نیز ان کی جزاء وسزا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

آیتِ سجدہ کے متصل بعد عاجزی وانکساری کرنے والے مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ (۳۲/ السجدۃ:١٦-١٧)

''ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی شخص نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے، وہ جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔''

(۱۱)
سورۂ صٓ
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴾

(۳۸/ ص:۲٤)

''انہوں نے کہا: یقیناً اس نے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کے مطالبے کے ساتھ تجھ پر ظلم کیا ہے اور بے شک بہت سے شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں، مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے اور یہ لوگ بہت ہی کم ہیں اور داود نے یقین کر لیا کہ بے شک ہم نے ان کی آزمائش ہی کی ہے تو انہوں نے اپنے رب سے استغفار کیا اور رکوع کرتے ہوئے نیچے گر گئے اور انہوں نے رجوع کیا۔''

سورۂ ص کا سجدہ

جب حضرت داود علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کی ہے تو وہ توبہ کے لئے سجدے میں گر پڑے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیروی کرتے ہوئے اس مقام پر شکر کے طور پر سجدہ کرتے تھے۔ عوام (بن حوشب) بیان کرتے ہیں:

میں نے مجاہد سے سورۂ ص میں سجدے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

میں نے ابن عباس سے دریافت کیا تھا کہ یہاں (اس سورت میں) سجدہ کرنے کی کیا دلیل ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

کیا تم یہ نہیں پڑھتے:

﴿ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ ﴾

''اور ان کی نسل سے داود اور سلیمان ہیں۔''

﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ ﴾

''یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت بخشی تھی تو آپ بھی ان کی ہدایت کی

پیروی کریں۔" [1]

حضرت داؤد بھی ان میں سے تھے جن کی اتباع کا تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا تھا، لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اس موقع پر سجدہ کیا۔ [2]

ابن عباس فرماتے ہیں کہ سورہ ص کا سجدہ تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے اور مَیں نے نبی ﷺ کو اِس کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ [3]

'تاکیدی' سے مراد یہ ہے صیغہ امر کے ساتھ تاکید نہیں آئی۔ ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں:

مَیں نے خواب میں دیکھا کہ سورۃ ص لکھ رہا ہوں، مَیں جب آیت سجدہ تک پہنچا تو مَیں نے دیکھا کہ قلم، دوات اور میرے آس پاس کی تمام چیزوں نے سجدہ کیا، مَیں نے اپنا یہ خواب اللہ کے رسول ﷺ سے بیان کیا تو اس کے بعد آپ اس آیت کی تلاوت کے وقت مستقل سجدہ کرتے رہے۔ [4]

رکوع کرنا سجدہ تلاوت کے قائم مقام نہیں

آیت سجدہ کے الفاظ خَرَّ رَاكِعًا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے رکوع نہیں سجدہ کیا تھا کیونکہ راکعًا سے پہلے لفظ خَرَّ موجود ہے، جو نیچے گرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام معتبر مفسرین اس مقام پر سجدہ کرنے کے ہی قائل ہیں نہ کہ رکوع کرنے کے، سنت نبوی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر سجدہ کیا جائے جیسا کہ گزشتہ سطور میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

سجدہ تلاوت کی ایک دعا سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا تھا۔ دعائے نبوی کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

---

[1] دیکھیے: الانعام: ۸۴-۹۲۔

[2] بخاری، التفسیر، سورۃ ص، ح:۴۸۰۷۔

[3] بخاری، التفسیر، ابواب سجود القران، سجدۃ ص، ح:۱۰۶۹۔

[4] مسند احمد ۳/ ۷۸، ح:۱۱۷۴۷؛ مستدرک حاکم ۲/ ۴۳۲، ح:۳۶۵۴۔

((وَاقْبَلْهَا مِنِّیْ كَمَا قَبِلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ)) [1]

''اور اس (سجدے) کو مجھ سے قبول کر جیسے تُو نے اپنے بندے داود سے اسے قبول کیا تھا۔''

اس سے معلوم کہ سید نعیم الدین مراد آبادی کا اپنی تفسیر میں یہ لکھنا کہ ''نماز میں رکوع کرنا سجدۂ تلاوت کے قائم مقام ہو جاتا ہے جب کہ نیت کی جائے'' خلافِ حقیقت ہے۔ رکوع کرنا سجدہ تلاوت کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی کہ آیت سجدہ پر سجدہ کرنے کی بجائے رکوع کر لیا گیا ہو، لہٰذا آیت سجدہ پر سجدہ ہی کرنا چاہیے نہ کہ رکوع نبی ﷺ اور صحابہ کے عمل کے خلاف رائے دینے سے کلی طور پر اجتناب کرنا لازم ہے۔

احمد رضا خان بریلوی کے قرآنی ترجمے ''کنز الایمان'' میں بھی نعیم الدین مراد آبادی کے خلاف موقف اختیار کیا گیا ہے۔ ''کنز الایمان'' میں خَرَّ رَاكِعًا سے رکوع کرنا مراد نہیں لیا گیا بلکہ یہ ترجمہ کیا گیا ہے:

''اور سجدے میں گر پڑا۔''

اسی گروہ کے پیر محمد کرم شاہ ازہری نے بھی راكعًا سے مراد سجدہ لیا ہے، ملاحظہ کیجیے:

''یہ فیصلہ سنانے کے معاً بعد حضرت داود کو کوئی اپنی بات یاد آ گئی اور یہ خیال کیا کہ یہ تو میری آزمائش کی جا رہی ہے۔ فوراً مغفرت طلب کرنے لگے اور سجدہ میں گر گئے۔ یہاں راکع سے مراد ساجد ہے اور رکوع سجود کے معنی میں اکثر استعمال ہوتا رہتا ہے، جیسے اس شعر میں ہے:

فخر على وجهه راكعا وتاب الى الله من كل ذنب (روح المعانی)

یعنی وہ سجدہ کرتے ہوئے منہ کے بل گر پڑا اور بارگاہِ الٰہی میں ہر گناہ سے توبہ کی۔

---

[1] ترمذی، الدعوات، مايقول فی سجود القرآن، ح: ٣٤٢٤؛ ابن ماجة، ح: ١٠٥٣۔

اس شعر میں راکعا کا معنی ساجدا ہے، سجدہ کرنے والا۔ ❶

اگر راکعًا سے ساجدًا نہ بھی مراد لیا جائے تب بھی رکوع کرنے سے سجدہ تلاوت ادا نہیں ہوسکتا۔ نیز رکوع کرتے وقت سجدہ تلاوت کی نیت کرنا رکوع کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح رکوع کو اگر سجدہ کے قائم مقام بھی قرار دے دیا جائے تب بھی نماز کا سجدہ کرنے سے سجدہ تلاوت ادا نہیں ہوتا۔ نماز کا سجدہ کرتے وقت بھی سجدہ تلاوت کی نیت کرنے کا شریعت اسلامی میں کوئی ثبوت نہیں۔

شراکت داروں کا ظلم

مقام سجدہ تلاوت کے پس منظر میں ایک جھگڑے کا تذکرہ ہے۔ اس جھگڑے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝ ﴾ (۳۸/ ص:۲۱-۲۳)

''اور کیا تیرے پاس جھگڑنے والوں کی خبر آئی ہے، جب وہ دیوار پھاند کر عبادت خانے میں آ گئے۔ جب وہ داؤد کے پاس اندر آئے تو وہ ان سے گھبرا گئے، انہوں نے کہا: ڈریے مت! دو جھگڑنے والے ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، لہٰذا آپ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریں اور بے انصافی نہ کریں اور ہماری سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کریں۔ یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے تو اس نے کہا: یہ میرے سپرد کر دے۔ اور اس نے بات کرنے میں مجھ پر

---

❶ تفسیر ضیاء القرآن ٤/ ٢٣٤، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاهور۔

بہت سختی کی۔"

اس کے جواب میں حضرت داود علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ ﴾ (۳۸/ صٓ:۲۴)

"اس کا اپنی دنبیوں کے ساتھ تیری ایک دنبی ملا لینے کا سوال بے شک تجھ پر ظلم ہے۔"

دلالتِ حال کی وجہ سے اختصاراً مدعی علیہ کا اعتراف ذکر نہیں کیا گیا۔ نیز ان دونوں اشخاص کی گفتگو کے سیاق سے معلوم تھا کہ دوسرے شخص کے بولنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

حصہ داروں اور شریکوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ ﴾ (۳۸/ صٓ:۲۴)

"اور اکثر حصہ دار اور شریک (ایسے ہی ہوتے ہیں کہ) ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔"

اکثر حصہ دار دوسروں کا حصہ بھی غصب کر جاتے ہیں تاہم نیک اعمال کرنے والے اہل ایمان ظلم و زیادتی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ ﴾

(۲/ البقرۃ:۱۸۸)

"ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم و ستم سے اپنا کر لیا کرو۔"

﴿ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ﴾ میں اس بات کا اشارہ ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کی طرف منسوب حتی اوریا کے جنگ میں قتل کروانے کا قصہ جھوٹ ہے۔

حضرت داود علیہ السلام کی آزمائش

حضرت داود علیہ السلام محراب (عبادت گاہ) میں تھے کہ کئی افراد دیوار پھاند کر اندر

آ گئے، آپ یہ ناگہانی ماجرا دیکھ کر گھبرا گئے۔ ان لوگوں نے آپ کی توجہ عبادت سے ہٹا دی۔ ان کی بے جا حرکت سے حضرت داؤد علیہ السلام کی طبیعت میں ملال سا ہوا، ان کا کبیدہ خاطر ہونا فیصلے میں مخل ہوسکتا تھا، اس سے انہیں یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدمے کی بنا پر ان کی آزمائش کی ہے۔

امام رازی نے لکھا ہے کہ وہ لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر جب وہ اپنے منصوبے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے تو انہوں نے اپنے اندر آنے کا جھوٹا اور من گھڑت سبب بیان کر دیا کہ وہ اپنے ایک جھگڑے کا فیصلہ کروانے آئے ہیں، آپ ان کی بدنیتی سے آگاہ ہوئے تو آپ کو ان پر بہت غصہ آیا اور ان سے انتقام لینے کا ارادہ کیا مگر عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے انہیں معاف کر دیا اور استغفار اس لئے کیا کہ ان کے دل میں ذاتی انتقام لینے کا خیال ہی کیوں پیدا ہوا، ہماری یہ توجیہ سب اقوال سے بہتر ہے اور اس ضمن میں ہماری یہی تحقیق ہے، اللہ اپنی کتاب کے اسرار و رموز کو بہتر جانتا ہے۔ [1]

حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق درج ذیل واقعہ سے مشابہت رکھتا ہے، ابن عباس بیان کرتے ہیں:

> ''عیینہ نے اپنے بھتیجے حر بن قیس کے ہاں آ کر قیام کیا۔ حر اُن چند خاص لوگوں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہت قریب رکھتے تھے جو لوگ قرآن کے زیادہ عالم اور قاری ہوتے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انہی کو زیادہ نزدیکی حاصل ہوتی تھی اور ایسے لوگ آپ کے مشیر ہوتے۔ اس کی کوئی قید نہیں تھی کہ وہ عمر رسیدہ ہوں یا نوجوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ تمہیں اس امیر کی مجلس میں بہت نزدیکی حاصل ہے۔ میرے لئے بھی مجلس میں حاضری کی اجازت لے دو۔ حر بن قیس نے کہا کہ مَیں آپ کے لئے بھی اجازت مانگوں گا۔ چنانچہ انہوں نے عیینہ کے لئے بھی اجازت مانگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

[1] دیکھیے: تفسیر کبیر۔

نے انہیں مجلس میں آنے کی اجازت دے دی۔ مجلس میں جب پہنچے تو کہنے لگے: خطاب کے بیٹے! اللہ کی قسم! نہ تو تم ہمیں مال ہی دیتے ہو اور نہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اُن کی اس بات پر بہت غصہ آیا اور آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ حر بن قیس نے عرض کیا: امیر المومنین! اللہ نے اپنے نبی سے خطاب کرکے فرمایا ہے:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴾

(۷/ الاعراف:۱۹۹)

''معافی اختیار کریں اور نیک کام کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایا کریں۔''

اور یہ بھی جاہلوں میں سے ہیں۔ اللہ کی قسم! جب حر نے قرآن کی تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بالکل ٹھنڈے پڑ گئے اور کتاب اللہ کے حکم کے سامنے آپ کی یہی حالت ہوتی تھی۔'' [1]

حضرت داؤد علیہ السلام کے صبر و تحمل کا امتحان لیا گیا تھا، کیونکہ اس میں اشتعال طبع کے کئی پہلو موجود تھے، وہ لوگ دروازے سے نہیں بلکہ دیوار پھاند کر اندر آئے تھے، وہ عبادت کے مخصوص اوقات میں مخل ہوئے تھے، انہوں نے یہ بھی کہا:

﴿ وَلَا تُشْطِطْ ﴾ ''اور زیادتی نہ کرنا''

یہ کہنا آپ کی شان رفیع سے فروتر تھا، اس سب کچھ کے باوجود آپ مشتعل نہ ہوئے اور صبر و تحمل سے کام لیا تاہم طبعی انقباض کو اپنی لغزش پر محمول کیا اور اس پر استغفار کیا اور عاجزی کے پیکر بن گئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اسی صبر اور عاجزی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی

---

[1] بخاري، التفسير، تفسير سورة الاعراف، قوله: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾، ح:٤٦٤٢۔

کے لیے بیان کیا کہ آپ کفار مکہ کی ہرزہ سرائی، بیہودہ گوئی اور نامعقول باتوں پر کبیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ اُن (داوٗد علیہ السلام) کی طرح پوری قوت سے صبر وتحمل اور بردباری کا مظاہرہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رکھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۝ ﴾

(۳۸/ صٓ:۱۷)

"جو وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں اور ہمارے بندے داوٗد کو یاد کریں جو بڑے طاقتور تھے، وہ (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والے تھے۔"

اگر حضرت داوٗد علیہ السلام اپنی خواہش کے خلاف جہاد کرنے والے نہ ہوتے اور انہوں نے صبر وتحمل نہ کیا ہوتا تو نبی ﷺ سے ان کا قصہ بیان کرنے کی کوئی معقول وجہ نہ تھی۔

بائبل اور بنی اسرائیلی روایات میں حضرت داوٗد علیہ السلام کی طرف جن کبیرہ گناہوں کو منسوب کیا گیا ہے وہ تو ایک عام آدمی کے لئے بھی رسوا کن ہیں چہ جائیکہ ان کا صدور کسی پیغمبر سے ہو۔

امام رازی نے حضرت داوٗد علیہ السلام کی طرف منسوب 'حتی اوریا' کے قصے کی تکذیب وتغلیط اور تردید میں سترہ قرائن پیش کیے ہیں۔ ان میں سے چند کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

ا۔ یہ قصہ داوٗد علیہ السلام کی شان کے مناسب نہیں، کیونکہ اگر یہ قصہ کسی بدتر فاسق وفاجر کی طرف منسوب کیا جائے کہ تُو نے ایسا کیا ہے تو وہ نفرت کرکے بیزار ہو، بلکہ جو شخص اس قصہ کو نقل کرے اگر اس سے کہا جائے کہ تجھ سے اسی طرح کی حرکت سرزد ہوئی ہے تو وہ بڑے شدومد سے اپنے آپ کو اِس قبیح فعل سے پاک قرار دے گا۔ بلکہ بسا اوقات غضبناک ہوکر اپنے بارے میں ایسا کہنے والے پر لعنت کرے گا، پھر بھلا کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ کوئی عقلمند ایسی بری حرکت کو داوٗد علیہ السلام کی طرف منسوب کرے۔

ب: اس قصہ کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ ایک تو آپ نے ناحق ایک مسلمان کے قتل کرنے کی کوشش کی اور دوم یہ نکلتا ہے کہ اس کی بیوی حاصل کرنے کی طمع کی، پہلی بات کا قبیح ہونا

تو واضح ہے۔ حتی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے مسلمان کے قتل کرنے کی کوشش کی اگر چہ آدھا کلمہ بول کر ہو تو وہ قیامت کے دن اس صورت میں لایا جائے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں یہ لکھا ہوگا: یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ دوسری بات قبیح ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ حالانکہ اس قصے کو مردود نے ظاہر کیا کہ داوٗد (علیہ السلام) کے ہاتھ سے اوریا کی جان بچی نہ عزت۔

ج: اللہ نے داوٗد (علیہ السلام) کے ایسے اوصاف بیان کئے ہیں کہ ان اوصاف کے ہوتے ہوئے ممکن نہیں ہے ان یاوہ گوئی کرنے والوں کے ہذیان کی نسبت داوٗد (علیہ السلام) کی طرف کی جائے۔ داوٗد علیہ السلام کے اس سلسلے میں اوصاف ملاحظہ کیجیے:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی تسکین کی خاطر اور تثبیتِ قلبی کے لئے آپ سے فرمایا کہ کفار کی (تکلیف دہ) باتوں پر صبر کرتے رہیں اور داوٗد (علیہ السلام) کا حال یاد کریں۔ پھر اگر ان یہودیوں کی روایات کے مطابق ہم بھی کہیں کہ معارضہ نفس کے وقت داوٗد (علیہ السلام) نے صبر نہیں کیا بلکہ اپنی نفسانی خواہش کے واسطے ایک مسلمان کا خون بہانے میں کوشش کی تو کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ اللہ احکم الحاکمین عالم الغیب و الشہادۃ اپنے حبیب محمد خاتم النبیین و افضل الرسل ﷺ کو ایسے شخص کی پیروی کرنے اور اطاعت میں صبر کرنے کا حکم کرے جیسا یہود اپنے زعم باطل میں خیال کرتے ہیں کہ داوٗد (علیہ السلام) نبی نہیں بلکہ بادشاہ تھے۔

۲۔ اللہ نے اپنے فرمان ﴿عَبْدَنَا دَاوٗدَ﴾ میں انہیں اپنا خاص بندہ قرار دیا ہے، ایسے وصف سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ بندہ وصف عبودیت میں کامل ہے حتی کہ اسے جن امور کا حکم دیا گیا ہے ان کی ادائیگی اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے احتراز کرنے میں کامل ہے، اگر یہودیوں کا قول ٹھیک ہوتا کہ داوٗد (علیہ السلام) ایسے بیہودہ کاموں میں مشغول ہوئے تھے تو انہیں کمال عبودیت نہ ہوتا بلکہ اپنے نفس و خواہش کی اطاعت ہوتی حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے تو یہود مردود کا قول بھی کفر ہے۔

۳۔ اللہ نے ان کا ایک وصف ﴿ذَا الْاَیْدِ﴾ بیان کیا ہے، یقیناً اس سے دینی قوت مراد ہے۔ کیونکہ جسمانی قوت کا وصف کرنا بالا جماع مراد نہیں ہے اور سلطنت کی قوت سے طاعت آخرت کی قوت بدرجہ اولیٰ مقصود ہے تو بہر صورت دینی قوت مراد ٹھہری، کیونکہ قوت کاملہ یہی ہے کہ اپنے نفس پر غالب ہو اور اپنے رب کی اطاعت کرنے اور ممنوعات سے بچنے میں ہو۔ پھر اگر یہودیوں کا بہتان درست ہوتا کہ انہوں نے اپنی خواہش کے غلبہ میں ایک مسلمان کی بیوی لینے کے لئے اس کے قتل میں کوشش کی تو پھر کون سی قوت باقی رہی جبکہ نفس نے پچھاڑ لیا، لہٰذا یہودیوں کا بہتان کفر ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ﴿اَوَّابٌ﴾ یعنی اللہ کی طرف بہت کثرت سے رجوع کرنے والا قرار دیا ہے اور یہ وصف کسی طرح ایسے شخص کے لائق نہیں ہوسکتا جو اپنے نفس کے فسق و فجور میں مصروف ہو کیونکہ وہ کیسے اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یہودیوں نے داؤد علیہ السلام کے بارے میں جو قصہ گھڑا ہے وہ ان کمبختوں پر غضب الٰہی کا نتیجہ ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ﴾ یعنی ہم نے اپنی تسبیح کرنے کے لئے داؤد (علیہ السلام) کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور یہودی خبیث کہتے ہیں کہ قتل اور فسق و فجور کرنے کے لئے تھا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً﴾ یعنی پرندے ان کے پاس جمع ہو کر اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں جس نبی کو اللہ نے اپنا امین کہا تھا وہ اس کے سایہ امن میں ہر طرف بے خوف تھے۔ حالانکہ یہودی مفتری کہتا ہے کہ ایک چڑیا کو دیکھ کر پکڑنے کے لئے بھاگے تھے۔ یہ محض باطل ہے۔ بلکہ روایت ہے کہ ان پر پرندوں کا شکار جائز نہیں تھا۔ تو جس شخص میں تھوڑی سی بھی عقل ہو وہ یہودیوں کے بہتان میں کچھ بھی شک نہیں کرے گا، کیونکہ یہ بات غیر ممکن ہے کہ اللہ کے نبی کے سائے میں پرندے تو امن سے ہوں مگر مسلمان کی جان اور زوجہ منکوحہ کو امن نہ ہو۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ﴾ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان کی سلطنت کو دنیوی توپوں اور بندوقوں سے قوت نہیں دی گئی تھی بلکہ تائید و نصرت الٰہی سے دینی قوت دی

اور سعادت آخرت کا سامان فراہم کیا۔ پھر کیا یہود خبیثوں کے بہتان کے موقف قتل و فجور کے لئے یہ باتیں عطا ہوئی تھیں بلکہ یہود مفتری قوم ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾ اور حکمت ایسا وصف ہے جو کمالات علمی و عملی کا جامع ہے پھر کیونکر حکیم کی نسبت یہ خیال ہوسکتا ہے کہ عملِ قبیح کا مرتکب ہو بلکہ اصحاب میں سے ایک صحابی کا حق فراموش کر کے اس کی جان و آبرو میں ایسا فعل کرے جسے سن کر عوام بھی ناک بھوں چڑھاتے ہیں، لہٰذا یہودیوں کا بہتان محض باطل ہے۔

واضح رہے کہ یہ آٹھ اوصاف ایسے ہیں کہ قصہ بیان کرنے سے پہلے ان اوصاف کو بیان کر دیا حالانکہ قصہ کے بعد بھی چند اوصاف جمیلہ مذکور ہیں۔ ان میں سے دو اوصاف یہ ہیں:

۱۔ ﴿وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ﴾ (۳۸/ ص:۲۵)

''اور یقیناً اس کے لئے ہمارے پاس بڑا اقرب اور اچھا ٹھکانا ہے۔''

۲۔ ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ﴾ (۳۸/ ص:۲۶)

''داؤد! بلاشبہ ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تو لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کریں۔''

پھر یہودیوں کا بہتان کیونکر چل سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عادل خلیفہ کہا ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے زمین میں خلیفہ مقرر کیا۔

امام رازی نے لکھا کہ میری وضاحت سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں نے جو قصہ گھڑا ہے وہ محض باطل ہے، سوائے تردید کرنے کے اس کا ذکر کرنا جائز نہیں۔ ایک مرتبہ ایک مجلس میں، جہاں میں موجود تھا، بعض بزرگ بھی موجود تھے اور انہیں تعصب نے گھیرا کہ اس قصہ کو ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ ان کے تعصب کا ایک خاص سبب تھا۔ میں نے ایک بزرگ سے کہا کہ آپ غور سے سنیے کہ داؤد علیہ السلام تو اکابر انبیاء علیہم السلام میں سے تھے اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ﴾ (٦/ الانعام:١٢٤)

''اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس جگہ رکھے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے داؤد علیہ السلام کو اپنے علم قدیم کے ساتھ اس کمال رسالت سے سرفراز کیا اور ان کے اوصاف جمیلہ بیان کیے۔ پھر کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ اللہ تو ایک پیغمبر کا وصف بیان کر دے پھر ہم لوگ اس سے منہ موڑ کر مفتریوں کے کہنے کے موافق اس کی شان میں طعن کریں اور وہ بھی ایسا طعن کہ مومن صالح کے لائق نہیں سمجھا جاتا ہے بلکہ یہودی خبیث کو بھی اس طعن کی گنجائش نہیں۔ اس لئے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ داؤد علیہ السلام نبی نہ تھے تو مسلمان ہونے میں کچھ شک نہیں ہے اور موت کے بعد کسی مسلمان کی غیبت کرنا حلال نہیں ہے اور ہمارے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مُردوں کو بھلائی کے ساتھ ہی یاد کیا کرو۔ اسی طرح اس شخص کے لئے مَیں نے بہت سی باتیں ذکر کیں تو پھر وہ خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہیں دیا۔

بعض ناواقف تفسیر کرنے والوں نے اس قصے کو تفسیر میں داخل کیا تو خطیب اور دیگر اہل علم نے اس کی تردید کی۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کیا تو ان کے ایسے عمدہ اوصاف بیان کیے، ان سے اللہ کے اس کھلے فضل کا اظہار ہوتا ہے جو اُس نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام پر کیا تھا۔ پھر درمیان میں اگر یہ قصہ ہو اور پھر آخر میں عمدہ اوصاف ہوں تو کلام کی بلاغت ساقط ہو جائے گی۔ حالانکہ کلام الٰہی اعجازِ بلاغت میں ضرب المثل ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کوئی فصیح و بلیغ شخص اپنے بیان میں کسی کے اوصاف شروع کرے، پھر درمیان میں اس کی مذمت کرنے لگے تو سننے والا ہر شخص اس سے تعجب کرے گا کہ یہ کیا ہوا، ابھی تو اس قدر بلیغ مدح کرتے تھے۔ تو یہ تمام مدح کمال اسی مذموم شخص کی بیان کرتے تھے جس کی یہ بدخصلت ہے۔ جس کا آپ خود اقرار کرتے ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ یہ صاف خجالت کا موقع ہے۔ لہٰذا جس نے اس قبیح قصے کو تفسیروں میں داخل کیا اس نے کتنا کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اور جس نے اسے الگ بیان کیا اس نے بھی کبیرہ گناہ کیا، یہ کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ اللہ نے جس پیغمبر کے اوصاف ہمیں بتائے ہیں ہم بجائے اوصاف مدح کے اس کے

بارے میں یہودیوں کے کہنے پر اس کی مذمت بیان کریں۔ بعض جاہلوں نے یہاں تعصب کو دخل دیا اور حماقت سے سمجھے کہ ان (داؤد علیہ السلام) کے مقابلے میں سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیه وعلیهم اجمعین کے کمالات اوصاف ظاہر کریں اور یہ نہیں سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس جماعت انبیاء کے سالار ہیں اور انہیں اپنا بھائی کہتے ہیں بھلا وہ ایسے بے وقوف سے کب خوش ہوں گے جو اُن میں سے کسی فرد کی مذمت کرے یا کسی فرد کا منکر ہو بلکہ وہ تو کافر ہے جو کسی پیغمبر کی شان میں کسی طرح کی تحقیر کرے، پھر بھلا ہم کیونکر گمراہ یہودیوں کے کہنے سے کفر اختیار کریں۔

داؤد علیہ السلام کا اپنے رب سے استغفار

انبیاء ورسل علیہم السلام پر ان کی ارادی اور غیر ارادی لغزش اور ترک اَولی بھی گراں گزرتا ہے۔ بعض اوقات ان سے ایسی بات سرزد ہوتی ہے کہ اگر وہ دیگر ابرار و صالحین سے سرزد ہوتی تو قابل مؤاخذہ ہونے کی بجائے موجب اجر وثواب ہوتی۔ مگر انبیاء علیہم السلام اپنے مقامِ رفیع کی وجہ سے اپنے بارے میں اسے غیر مناسب سمجھتے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے رب سے استغفار کرتے ہیں اور رب تعالیٰ کی طرف سے اس استغفار کا مثبت جواب بھی آتا ہے، یہی معاملہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ توبہ واستغفار گناہ کو مستلزم نہیں، بندگی کے اظہار کے لئے بھی توبہ اور استغفار کیا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک دن میں ستر ستر دفعہ بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ مرتبہ استغفار کرتے چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

((وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً)) [1]

''اللہ کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

---

[1] بخاری، الدعوات، استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیلۃ، ح:٦٣٠٧۔

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ فَإِنِّي أَتُوبُ فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةَ مَرَّةٍ)) [1]

''لوگو! اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرو میں اس کے حضور روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

استغفار و توبہ سے کئی فیوض و برکات اور فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ﴾ (۱۱/ ھود:۳)

''اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آ ؤ تو وہ تمہیں ایک معین مدت تک اچھا ساز و سامان دے گا اور ہر زیادہ عمل والے کو اُس کا اجر دے گا۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ۝﴾

(۷۱/ نوح:۹۔۱۲)

''پھر بے شک میں نے انہیں کھلم کھلا دعوت دی اور میں نے انہیں چھپا کر دعوت دی، بہت چھپا کر۔ تو میں نے کہا: اپنے رب سے معافی مانگ لو، یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر بہت برستی ہوئی بارش اتارے گا۔ اور وہ مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں باغات عطا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا۔''

---

[1] مسلم، الذکر، استحباب الاستغفار والاستکثار منہ، ح:۲۷۰۲۔

عبدِ منیب، داوٗد علیہ السلام

حضرت داوٗد علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کی ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ حضرت داوٗد علیہ السلام مضبوط اعصاب والے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ ﴾ (۳۸/ ص:۱۷)

"اور ہمارے بندے داوٗد کو یاد کیجیے، جو قوت والے تھے، یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والے تھے۔"

ان کی ایک قوت تو میدانِ کارزار میں کام آئی۔ کفار کے سردار جالوت کا کام تمام کرنے پر غازی بنے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے مضبوط سلطنت سے نوازا۔

اللہ کی عبادت کرنے میں بھی داوٗد علیہ السلام بڑی قوت کا مظاہرہ کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ علیه السلام وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَ يَقُومُ ثُلُثَهُ وَ يَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)) [1]

"اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ (نفل) نماز داوٗد علیہ السلام کی نماز ہے اور اللہ کے نزدیک پسندیدہ روزہ بھی صیامِ داوٗد ہے۔ آپ آدھی رات تک سوتے۔ اس کے بعد تہائی رات نماز پڑھنے میں گزارتے، پھر رات کے چھٹے حصے میں بھی سو جاتے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑ دیتے۔"

حضرت داوٗد علیہ السلام کی قوت رجوع الی اللہ اور انابت الی اللہ میں رکاوٹ نہیں بنی۔ بلکہ اسی طاقت کو اُنہوں نے اللہ کی نعمتوں کے شکر میں استعمال کیا اور شکر والے کام کیے۔

ہدایت یافتہ لوگ اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ کی طرف رجوع کیے بغیر ہدایت و نصیحت حاصل نہیں ہو سکتی۔ انبیاء و رسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا اعلان

---

[1] بخاری، التهجد، من نام عند السحر، ح:۱۱۳۱۔

کرتے ہیں اور انہوں نے عملاً رجوع الی اللہ بھی کیا۔ باقی لوگوں کو بھی اسی راستے پر چلنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ [1]

﴿ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ ﴾

(٦٠/ الممتحنة:٤)

"ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسا کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔"

آیتِ سجدہ کا سیاق وسباق

آیت سجدہ سے پہلے حضرت داوٗد علیہ السلام کی بہت سی صفات اور دیوار پھلانگ کر حجرے میں آنے والوں کے جھگڑے کا تذکرہ ہے۔

آیتِ سجدہ کے بعد داوٗد علیہ السلام کی مغفرت، ان کے مقام رفیع اور خلیفہ ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ ﴾ (٣٨/ ص:٢٥-٢٦)

"تو ہم نے اسے یہ بخش دیا اور بلاشبہ اس کے لئے ہمارے پاس یقیناً بڑا قرب اور اچھا ٹھکانا ہے۔ اے داوٗد! بے شک ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے، لہٰذا آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریں اور ان کی خواہش کی پیروی نہ کریں، ورنہ وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں، ان کے لئے سخت عذاب ہے، اس لئے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے۔"

---

[1] دیکھیے: الرعد:٢٧، المؤمن:١٣، الشوریٰ:١٠-١٣، هود:٧٥، ٨٨، الزمر:٨، ١٧، ٥٤، لقمٰن:١٥، ص:٢٤، ٣٤۔

(۱۲)
سورۂ حٰم السجدۃ
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ۝ ﴾ (٤١/ حم السجدة:٣٧-٣٨)

''اور اسی کی نشانیوں میں سے رات، دن، سورج اور چاند ہیں۔ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو، سجدہ اللہ کو کرو جس نے انہیں پیدا کیا، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو، پھر اگر وہ تکبر کریں تو وہ (فرشتے) جو آپ کے رب کے پاس ہیں وہ دن رات اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ اکتاتے نہیں۔''

آیاتِ الٰہی

اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیاں موجود ہیں۔ کائنات کی ایک ایک چیز اس کی وحدانیت کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ کی بہت سی نشانیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مقام سجدہ میں شب و روز اور آفتاب و ماہتاب کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں کہا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں بعض مقامات پر اللہ تعالیٰ کی کئی کئی نشانیوں کو اکٹھا بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر اللہ کے الٰہ واحد اور معبود واحد ہونے کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ ﴾ (٢/ البقرة:١٦٤)

''بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں وہ چیزیں لے کر چلتی ہیں جو لوگوں کو نفع دیتی ہیں اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور

ہواؤں کے بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان وزمین کے درمیان مسخر کیا ہوا ہے ان لوگوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں۔"

سورۃ الروم کی کئی آیات کا آغاز ہی وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ کے الفاظ سے ہوتا ہے، آیات ملاحظہ کیجیے:

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ ﴾

(۳۰/ الروم: ۲۰۔۲۵)

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر اچانک تم بشر ہو جو پھیل رہے ہو۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہیں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کی طرف جا کر آرام پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان دوستی اور مہربانی رکھ دی، بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا الگ الگ ہونا ہے بیشک اس میں جاننے والوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا دن اور رات میں سونا اور تمہارا اُس کے فضل سے (حصہ) تلاش کرنا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے یقیناً

بہت سی نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں خوف اور طمع کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر اُس کے ذریعے زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے، بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ تمہیں زمین سے ایک ہی دفعہ پکارے گا تو اچانک تم نکل آؤ گے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝﴾ (٤٢/ الشورٰی:٣٢-٣٤)

''اور اسی کی نشانیوں میں سے سمندر میں چلنے والے جہاز ہیں جو پہاڑوں جیسے ہیں اگر وہ چاہے ہوا کو ٹھہرا دے تو وہ اس کی سطح پر کھڑے رہ جائیں بیشک اس میں ہر ایسے شخص کے لئے یقیناً کئی نشانیاں ہیں جو بہت صبر کرنے والا بہت شکر کرنے والا ہے یا وہ انہیں اس کی وجہ سے ہلاک کر دے جو انہوں نے کمایا اور (چاہے تو) بہت سے لوگوں سے درگزر کرے۔''

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور و فکر کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت و وحدانیت کو سمجھ سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی لاتعداد نشانیوں اور لامحدود قوت و طاقت کا پیغام یہ ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کی طرف رجوع کریں اور اس کا شکر ادا کریں، نیز اس کے عذابوں سے ڈریں اور اس کی نافرمانی کرنے سے باز رہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ

وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ۝ وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنقَذُونَ ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝﴾ (۳۶/ یٰس:۳۳-۴۴)

’’اور ایک نشانی ان کے لئے مردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور اس سے غلہ نکالا تو وہ اسی میں سے کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے کئی باغ بنائے اور اس میں کئی چشمے پھاڑ نکالے تاکہ وہ اس کے پھل سے کھائیں حالانکہ اسے ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا تو کیا وہ شکر نہیں کرتے۔ پاک ہے وہ جس نے ان سب کے جوڑے پیدا کیے ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود ان سے اور ان چیزوں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے اور ایک نشانی ان کے لئے رات ہے ہم اس پر سے دن کو کھینچ اتارتے ہیں تو اچانک وہ اندھیرے میں رہ جانے والے ہوتے ہیں اور سورج اپنے ایک ٹھکانے کے لئے چل رہا ہے، یہ اس سب پر غالب سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ وہ دوبارہ پرانی ٹیڑھی ڈنڈی کی طرح ہو جاتا ہے، نہ سورج کے لئے لائق ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات دن سے پہلے آنے والی ہے اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں اور ایک نشانی ان کے لئے یہ ہے کہ بیشک ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور ہم نے ان کے لئے اس جیسی کئی اور چیزیں بنائیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں، پھر نہ کوئی ان کی فریاد سننے والا ہو اور نہ وہ بچائے جائیں مگر ہماری طرف سے

رحمت اور ایک وقت تک فائدہ پہنچانے کی وجہ سے۔''

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ چاند، سورج، اور دیگر چیزیں اللہ کے مظاہر یا پیکر محسوس نہیں ہیں کہ ان کی عبادت کو اللہ کی عبادت قرار دیا جائے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور اس کے حکم کے تابع ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جو بھی حکم دیتا ہے وہ اسے بجا لاتے ہیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے مدار میں اور محور کے گرد محو گردش ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ (۲۱/ الانبیاء:۳۳)

''اور وہی ہے جس نے رات، دن، سورج اور چاند کو پیدا کیا، سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔''

جو خود کسی کے حکم کا پابند ہو نیز عروج و زوال سے دوچار ہو وہ معبود نہیں ہو سکتا۔

حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''اللہ اپنی مخلوق کو اپنی عظیم الشان قدرت اور بے مثال طاقت دکھاتا ہے کہ وہ جو کرنا چاہے کر ڈالتا ہے۔ دن رات اور سورج چاند اسی کی قدرت کاملہ کے نشانات ہیں۔ رات کو اُس کے اندھیروں سمیت اور دن کو اُس کے اجالوں سمیت اس نے بنایا ہے۔ کیسے یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہیں۔ سورج کو اور اس کی روشنی کو، چاند کو اور اس کی نورانیت کو دیکھ لو، ان کی بھی منزلیں اور مدار مقرر ہیں۔ ان کے طلوع و غروب سے دن رات کا فرق ہو جاتا ہے۔ مہینوں اور برسوں کی گنتی معلوم ہوتی ہے جس سے عبادات، معاملات اور حقوق کی باقاعدہ ادائیگی ہوتی ہے۔ چونکہ آسمان و زمین زیادہ خوبصورت اور منور سورج اور چاند تھا اس لئے انہیں خصوصیت سے اپنا مخلوق ہونا بتلایا اور فرمایا کہ اگر اللہ کے بندے ہو تو سورج چاند کے سامنے ماتھا نہ ٹیکنا، اس لئے کہ وہ مخلوق ہیں۔ مخلوق سجدہ کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔ سجدہ کئے جانے کے

لائق وہ ہے جو سب کا خالق ہے۔ پس تم اللہ کی عبادت کیے چلے جاؤ۔ اگر تم نے اللہ کے سوا اُس کی مخلوق کی بھی عبادت کر لی تو تم اس کی نظروں میں گر جاؤ گے اور پھر وہ تمہیں کبھی نہیں بخشے گا۔“ [1]

سجدے کا حقدار صرف خالق ہے

مخلوق پیدا ہونے اور دیگر ضروریات وغیرہ میں محتاج ہے اور جو دوسروں کا محتاج ہو وہ سجدہ کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے خالق اور معبود ہونے کا تذکرہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر کیا گیا ہے۔ دوسروں کے معبود ہونے کی نفی بھی اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ وہ خالق نہیں ہیں۔ درج ذیل چند آیات پڑھیں اور اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت تازہ کریں۔

۱۔ ﴿قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ (۱۰/ یونس:۳٤)

”کہہ دیجیے! کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو پیدائش کی ابتدا کرتا ہو پھر اسے دوبارہ بناتا ہو؟ کہہ دیجیے! اللہ ہی پیدائش کی ابتدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ بناتا ہے تو تم کہاں بہکائے جاتے ہو؟“

۲۔ ﴿اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (۱۳/ الرعد:۱٦)

”یا انہوں نے اللہ کے لئے کچھ ایسے شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہے تو پیدائش ان پر گڈمڈ ہو گئی ہے؟ کہہ دیجیے! اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ایک ہے، نہایت زبردست ہے۔“

۳۔ ﴿اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـــًٔا وَّهُمْ

[1] تفسیر ابن کثیر۔

يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ ﴾

(١٦/ النحل:١٧_٢١)

”تو کیا جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرسکتا؟ کیا تم بالکل نہیں سوچتے؟ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم انہیں گن نہیں سکتے، بیشک اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور جو کچھ تم چھپاؤ اور ظاہر کرو اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ اور جن جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا کیئے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندے نہیں، انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔“

۴۔ ﴿ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ ﴾

(١٨/ الكهف:٣٧_٣٨)

”اس کے رفیق نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: کیا تُو اس کا منکر ہو گیا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا، پھر ایک قطرے سے، پھر تجھے ایک ٹھیک ٹھاک آدمی بنایا، رہا میں، تو وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔“

۵۔ ﴿ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ ﴾

(٢٥/ الفرقان:٢_٣)

”آسمانوں اور زمین کی سلطنت صرف اللہ کے لئے ہے اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا نہ اس کی سلطنت میں اُس کا کوئی ساجھی ہے اور ہر چیز کو اُس نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔ ان لوگوں نے اللہ کے سوا جو اپنے معبود ٹھہرا رکھے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا کیئے جاتے

ہیں یہ تو اپنی جان کے نقصان ونفع کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت وحیات کے اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں۔''

۶۔ ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقٰى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَأَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۚ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾ (۳۱/ لقمٰن:۱۰۔۱۱)

''اسی نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا ہے تم انہیں دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تاکہ وہ تمہیں جنبش نہ دے سکے اور ہر طرح کے جاندار زمین میں پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے پانی برسا کر زمین میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اگا دیئے۔ یہ ہے اللہ کی مخلوق، اب تم مجھے اس کے سوا دوسروں کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ (کچھ نہیں) بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔''

۷۔ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝﴾ (۳۴/ سبا:۲۲)

''کہہ دیجیے! پکارو انہیں جن کا تم نے اللہ کے سوا دعویٰ کیا ہے، وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔''

۸۔ ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝﴾ (۳۵/ فاطر:۲۔۳)

''اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور

جسے بند کر دے تو اس کے بعد اسے کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ لوگو! تم پر جو انعام اللہ نے کیے ہیں انہیں یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں الٹے جاتے ہو؟''

۹۔ ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝﴾

(۳۵/ فاطر: ۴۰۔۴۱)

''آپ کہیے! تم اپنے (مقرر کردہ) شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو یعنی مجھے یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کیا پیدا کیا ہے یا ان کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے۔ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہوں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں، پھر اللہ کے سوا اور کوئی انہیں تھام بھی نہیں سکتا وہ حلیم وغفور ہے۔''

۱۰۔ ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝﴾ (۴۰/ المؤمن: ۶۰۔۶۲)

''اور تمہارے رب کا ارشاد (صادر ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری

دعاؤں کو قبول کروں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ بہت جلد ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔ اللہ نے تمہارے لئے رات بنا دی کہ تم اس میں آرام حاصل کرو اور دن کو دیکھنے والا بنا دیا، بیشک اللہ لوگوں پر فضل و کرم والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر گزاری نہیں کرتے۔ یہی اللہ تم سب کا رب اور ہر چیز کا خالق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر کہاں تم پھرے جاتے ہو؟''

۱۱۔ ﴿ يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝ ﴾ (۹۲/ الانفطار:۶۔۸)

''انسان! تجھے تیرے نہایت کرم والے رب کے متعلق کس چیز نے دھوکا دیا؟ وہ جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تجھے درست کیا، پھر تجھے برابر کیا۔ جس صورت میں بھی اس نے چاہا تجھے جوڑ دیا۔''

مقامِ سجدہ ﴿ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴾ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ پیدا کرنے والے کو ہی سجدہ کیا جائے۔ اللہ ہی کو سجدہ کرنا خالص بندگی کا اظہار ہے۔

عبادتِ الٰہی سے انکار کا اللہ کو کوئی نقصان نہیں

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا عاجزی جبکہ اس کی عبادت نہ کرنا تکبر ہے۔ دعا عبادت ہے اور جو لوگ اللہ سے نہیں مانگتے اور عبادت کرنے سے انکار کرتے ہیں وہ جہنم میں ذلیل و رسوا ہو کر داخل ہوں گے۔ [1]

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جو لوگ صرف اللہ کی عبادت نہیں کرتے بلکہ کسی اور کی بھی عبادت کر لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ کے بندے وہی ہیں کہ اگر وہ اس کی عبادت چھوڑ دیں تو

[1] دیکھیے: سورۃ المؤمن: ۶۰۔

اور کوئی اس کا عابد نہیں رہے گا۔نہیں نہیں اللہ ان کی عبادت سے بے پرواہ ہے۔
اس کے فرشتے دن رات اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور اس کی خالص
عبادت میں بن اکتائے ہر وقت مشغول ہیں۔ 1

اللہ تعالیٰ معبود و مسجود ہونے میں کسی عابد و ساجد کا محتاج نہیں، جو تکبر کرتے ہوئے اللہ کی عبادت سے اعراض کرتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔حدیث قدسی میں ہے:

((يَا عِبَادِيْ! اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضُرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ، يَا عِبَادِيْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا ،يَا عِبَادِيْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ شَيْئًا)) 2

"میرے بندو! تم مجھے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ مجھے نفع ہی دے سکتے ہو۔میرے بندو! تم میں سے اگلے پچھلے انسان اور جن سب کے سب نیک ترین بن جائیں تو اس سے میری حکومت میں بالکل اضافہ نہ ہوگا۔ میرے بندو! اگر تم میں سے اگلے پچھلے انسان اور جن بدترین بن جائیں تو اس سے میری حکومت میں بالکل کمی نہیں آئے گی۔"

فرشتے اللہ کی تسبیح سے اکتاتے نہیں

فرشتے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام بجالاتے ہیں۔جس فرشتے کو جو ذمہ داری دی گئی ہے وہ اسے من وعن اور تندہی سے بجالاتا ہے۔فرشتوں پر عائد کردہ ذمہ داریاں تسبیح میں

---

1 تفسیر ابن کثیر۔

2 مسلم، البر و الصلة، تحريم الظلم، ح: ٢٥٧٧۔

رکاوٹ نہیں ہیں۔ وہ شب و روز تسبیح بھی کرتے ہیں اور اپنی دیگر ذمہ داریاں بھی ادا کرتے ہیں۔

مقامِ سجدہ کا سیاق وسباق

مقامِ سجدہ کے سباق میں دعوت الی اللہ، عمل صالح، مسلمان ہونے کا اعلان، نیکی و بدی کا فرق، عداوت کا ازالہ اور اللہ کی پناہ مانگنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝﴾

(٤١/ حم السجدة:٣٣-٣٦)

”اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست اور یہ بات انہی کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، یقیناً وہ بہت ہی سننے والا بہت جاننے والا ہے۔“

مقامِ سجدہ کے سیاق میں اللہ تعالیٰ کی بعض نشانیوں، آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہونے والے اور ناکام ہونے والوں میں موازنہ، نیز اللہ تعالیٰ کے علیم و خبیر اور بصیر ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ

اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝﴾ (٤١/ حم السجدة:٣٩-٤٠)

’’اس اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ آپ زمین کو دبی دبائی دیکھتے ہیں پھر جب ہم اس پر بارش برساتے ہیں تو وہ تر و تازہ ہو کر ابھرنے لگتی ہے جس نے اسے زندہ کیا وہی یقینی طور پر مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے بیشک وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں (بتلاؤ تو) جو آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو اَمن و امان کے ساتھ قیامت کے دن آئے؟ تم جو چاہو کرتے چلے جاؤ وہ تمہارا سب کیا کرایا خوب دیکھ رہا ہے۔‘‘

(۱۳) سورۃ النجم کا سجدۂ تلاوت

﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ ﴾ (٥٣/ النجم:٥٩-٦٢)

''تو کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اور تم غافل ہو، پس تم اللہ کو سجدہ کرو اور (اس کی) عبادت کرو۔''

قرآن کی تضحیک کرنے والوں کی حالت

مشرکین قرآن سن کر اِس سے اعراض کرتے اور اس کا مذاق اڑاتے۔ وہ قرآن سن کر اثر قبول کرنے، اپنی جہالت و گمراہی پر رونے اور قرآن سے نصیحت حاصل کرنے کی بجائے غفلت اختیار کرتے اور تکبر کا مظاہرہ کرتے۔

سجدہ کرنے کا حکم

مقام سجدۂ تلاوت پر لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کو سجدہ کریں۔ کفار صداقتِ قرآن کو مان کر سجدہ ریز نہیں ہوتے بلکہ اکڑتے اور تمسخر اڑاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی حالت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ (٦٨/ القلم:٤٢-٤٣)

''جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور لوگوں کو سجدے کے لیے بلایا جائے گا تو وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے۔ ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی، ذلت انہیں گھیرے ہوئے ہوگی، حالانکہ اس سے پہلے انہیں سجدے کے لئے بلایا جاتا تھا جب وہ صحیح سالم تھے۔''

قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر ہے کہ جب کفار پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے:

﴿ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝ ﴾ (٨٤/ الانشقاق:٢١)

اس کے برعکس مومنین کو جب سجدے کا حکم ملتا ہے تو وہ فوری طور پر بجالاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝ ﴾

(٧٦/ الدهر: ٢٤_٢٦)

''اپنے رب کے فیصلے تک صبر کیجیے اور ان میں سے کسی گناہگار یا ناشکرے کی بات نہ مانیے اور اپنے رب کا نام صبح اور پچھلے پہر یاد کیا کیجیے اور رات کے کچھ حصے میں بھی اس کے لئے سجدہ کیجیے اور لمبی رات تک اس کی تسبیح کیا کیجیے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِينَ ۝ ﴾ (١٥/ الحجر: ٩٨)

''اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جایئے۔''

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم صدیقہ کو بھی حکم ہوا کہ وہ سجدہ کریں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ ﴾

(٣/ آل عمران: ٤٣)

''مریم! اپنے رب کی فرماں بردار بن اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔''

سجدے کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۝ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ﴾ (٢٦/ الشعراء: ٢١٧_٢٢٠)

''اور آپ اس غالب اور نہایت رحم کرنے والے پر بھروسہ کیجیے، جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور سجدہ کرنے والوں میں آپ کے پھرنے کو بھی، بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔''

ناشکرے، مشرک اور جہنمی شخص کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ﴾ (۳۹/ الزمر:۹)

"(کیا یہ شخص بہتر ہے) یا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے عبادت کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے؟"

عباد الرحمٰن رات کا بہت سا حصہ سجدے اور قیام میں بسر کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ ﴾ (۲۵/ الفرقان:٦٤)

"اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ﴾ (٤٨/ الفتح:۲۹)

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں آپس میں نہایت رحم دل ہیں، آپ انہیں اس حال میں دیکھیں گے کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور رضا ڈھونڈتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں موجود ہے، سجدے کرنے کے اثر سے۔"

عبادت کرنے کا حکم

مقام سجدۂ تلاوت پر عبادت کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے جیسا کہ آیت ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ [1] سے معلوم ہوتا ہے۔ دائمی عبادت کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (۱۵/ الحجر:۹۹)

''اور اپنے رب کی عبادت کریں یہاں تک کہ آپ کے پاس موت آ پہنچے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۞ رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۞﴾ (۱۹/ مریم:۶۴۔۶۵)

''اور آپ کا رب کبھی بھولنے والا نہیں، جو آسمانوں، زمین اور ان دونوں کے درمیان کی چیزوں کا رب ہے۔ آپ اس کی عبادت کریں اور اس کی عبادت پر ڈٹے رہیں۔ کیا آپ اس کا کوئی ہم نام جانتے ہیں؟''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۞ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۞﴾

(۲۹/ العنکبوت:۱۶۔۱۷)

''اور ابراہیم کو (بچایا) جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، تم اللہ کے سوا چند بتوں ہی کی تو عبادت کرتے ہو اور سراسر جھوٹ گھڑتے ہو۔ بلاشبہ اللہ کے

---

[1] ۵۱/ الذریت:۵۶۔

سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو تمہارے لئے رزق کے مالک نہیں ہیں، لہٰذا تم اللہ کے ہاں رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

تمام بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنے خالق و مالک کی عبادت کرو، چنانچہ فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ﴾ (۲/ البقرۃ:۲۱)

''لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے۔''

بنی آدم سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

﴿ أَلَمۡ أَعۡهَدۡ إِلَيۡكُمۡ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعۡبُدُواْ ٱلشَّيۡطَٰنَۖ إِنَّهُۥ لَكُمۡ عَدُوّٞ مُّبِينٞ ۝ وَأَنِ ٱعۡبُدُونِيۚ هَٰذَا صِرَٰطٞ مُّسۡتَقِيمٞ ﴾

(۳۶/ یٰس:۶۰۔۶۱)

''اولادِ آدم! کیا میں نے تمہیں تاکید نہ کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرو، یہ سیدھا راستہ ہے۔''

تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو یہی دعوت دی کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں۔ [1]

تمام انبیاء کی مشترکہ دعوت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ ﴾ (۲۱/ الانبیاء:۲۵)

''اور ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کرتے تھے

---

[1] دیکھیے: ۵/ المائدۃ: ۷۲، ۱۱۷؛ ۶/ الانعام: ۱۰۲؛ ۷/ الاعراف: ۵۹، ۶۵، ۷۳، ۸۵؛ ۱۱/ ھود: ۵۰، ۶۱، ۸۴۔ ۲۳/ المؤمنون: ۲۳، ۳۲۔

کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا میری عبادت کرو۔"

ایک اور مقام پر ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴾

(۲۱/ الانبیاء:۹۲)

"بے شک یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں ہی تمہارا رب ہوں لہٰذا میری عبادت کرو۔"

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ توحید و اخلاص کے پابند رہو، خضوع و خلوص اور توحید والے بن جاؤ۔ [1]

سورت کے آخر میں سجدہ

اس سورۃ کے آخر میں سجدہ ہے۔ دریں صورت بعض صحابہ کا عمل یہ تھا کہ وہ مقامِ سجدہ تلاوت پر سجدہ کرتے اور پھر کھڑے ہو کر مزید آیات تلاوت کرتے اور بعد ازاں رکوع میں جاتے جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے (نماز فجر میں) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (سورۃ النجم) کی تلاوت کی تو اس میں سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور ایک دوسری سورت (سورۃ الزلزال) پڑھی۔ [2]

مقامِ سجدہ کا سیاق وسباق

آیت کے سباق میں صاحبِ قرآن اور قیامت، نیز قیامت کے آگے لوگوں کی بے بسی کا تذکرہ کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝ ﴾ (۵۳/ النجم:۵۶-۵۸)

"یہ پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے، قریب آ گئی وہ قریب آنے والی جسے اللہ کے سوا کوئی ہٹانے والا نہیں۔"

---

[1] تفسیر ابن کثیر۔ [2] مؤطا امام مالك، كتاب القرآن، ما جاء في سجود القرآن:٤٨١۔

اگرچہ قرآن بھی 'نذیر' ہے مگر یہاں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک، اس (نذیر) سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نذیر سے مراد محمد ﷺ ہیں جو کہ پہلے ڈرانے والے انبیاء علیہم السلام کی جنس سے ہیں، جس طرح اللہ نے انہیں مبعوث فرمایا، اسی طرح محمد ﷺ کو نذیر بنا کر بھیجا۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

﴿ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ ﴾ (٤٦/ الاحقاف:٩)

''کہہ دیجیے! مَیں کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔'' [1]

محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور قرآن آخری الہامی کتاب ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور نہ قرآن کے بعد کوئی کتاب نازل ہوگی۔ اسی لیے قرآن اور صاحبِ قرآن کے تذکروں کے ساتھ ساتھ قیامت اور اس کی علامات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ شقِ قمر بھی قیامت کی ایک نشانی ہے جو پوری ہو چکی ہے۔

سورۃ النجم کے بعد سورۃ القمر کے لانے میں ناموں کا گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ اسی طرح سورۃ الشمس، اللیل اور الضحیٰ یکے بعد دیگرے آئی ہیں۔ سورۃ النجم کے بعد سورۃ القمر ایسے ہی ہے جیسے الانعام کے بعد الاعراف اور یٰس کے بعد الصّٰفّٰت، سورہ النجم کی آیات ﴿ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۝ وَثَمُودَا فَمَا أَبْقَىٰ ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ۝ ﴾ [2] میں جن اقوام کی ہلاکت کا اعلان کیا گیا تھا، سورۃ القمر میں ان کی تفصیل بیان کی گئی۔ [3]

---

[1] تفسیر ابن کثیر۔ [2] ٥٣/ النجم:٥٠-٥٣۔

[3] سورتوں کے باہمی ربط کے لئے دیکھیے علامہ سیوطی کی کتاب تناسق الدُرَر فی تناسب السوَر۔

(۱۴)
سورۃ الانشقاق
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴾ (٨٤/ الانشقاق:٢١)

''اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔''

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا طریقہ

نبی اکرم ﷺ سورۃ الانشقاق کی تلاوت کے موقع پر سجدہ تلاوت کرتے تھے، ابورافع بیان کرتے ہیں:

مَیں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ نے سورۃ ﴿ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴾ پڑھی اور سجدہ کیا، مَیں نے ان سے پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا:

مَیں نے ابوالقاسم ﷺ کی اقتداء میں بھی (اس آیت میں تلاوت کا) سجدہ کیا ہے۔ لہٰذا مَیں تو اس میں سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے جاملوں (فوت ہوجاؤں)۔ [1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سجد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما فی ﴿ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴾ ومن هو خير منهما [2]

''ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے سورہ ﴿ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴾ میں سجدہ کیا نیز اس شخصیت نے بھی جو اُن دونوں سے بہتر تھی۔''

من هو خير منهما سے اللہ کے رسول ﷺ مراد ہیں۔

کفار سجدہ نہیں کرتے

کفار کی عادت یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی آیات سن کر بھی سرِ تسلیم خم نہیں کرتے، وہ سجدہ کرنے کے انکاری ہیں، قرآن کریم سن کر سجدے میں گرنے سے انہیں کون سی چیز روکتی

---

[1] بخاري، الاذان، الجهر في العشاء، ح: ٧٦٦؛ مسلم ج: ٥٧٨۔ [2] نسائي، الافتتاح، السجود في ﴿ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴾، ح: ٩٦٦؛ مسند احمد ٢/ ٢٨١۔

ہے حالانکہ قرآن تو وہ کلام ہے کہ اگر اسے پہاڑ پر نازل کر دیا جاتا تو وہ اللہ کے ڈر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

(٥٩/ الحشر:٢١)

''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور و فکر کریں۔''

کافروں کا حال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾ (٤١/ حم السجدة:٢٦)

''اور کافروں نے کہا: اس قرآن کو سنو ہی مت (اس کے پڑھے جانے کے وقت) اور بیہودہ گوئی کرو، کیا عجب کہ تم غالب آ جاؤ۔''

﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (٣١/ لقمٰن:٧)

''جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں، آپ اسے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـــًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾

(٤٥/ الجاثية:٦-٩)

''یہ ہیں اللہ کی آیتیں جنہیں ہم آپ کو راستی سے سنا رہے ہیں، اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ ''ویل'' اور افسوس ہے ہر جھوٹے گنہگار کے لیے، جو اللہ کی آیتیں سنتا ہے جو اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر بھی غرور کرتا ہوا اس طرح اڑا رہے کہ گویا سنی ہی نہیں، تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر (پہنچا) دیجیے، وہ جب ہماری آیتوں میں سے کسی آیت کی خبر پا لیتا ہے تو اس کی ہنسی اڑاتا ہے، یہی لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔''

کفار کلام الٰہی سن کر سربسجود ہونے کی بجائے طرح طرح کے اعتراضات اور مطالبات کرتے، کبھی کہتے کہ قرآن خود ساختہ ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ ﴾ (۲۵/ الفرقان:۴۔۵)

''اور کافروں نے کہا: یہ تو بس خود اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی ہے، دراصل یہ کافر بڑے ہی ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھا رکھے ہیں بس وہی صبح و شام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں۔''

کبھی قرآن کو انسانی کلام قرار دیتے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ۭ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ۭ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ۙ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ۙ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ۙ ثُمَّ نَظَرَ ۝ۙ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ۙ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ۙ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ۭ ﴾ (۷۴/ المدثر:۱۶۔۲۵)

''نہیں نہیں، وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے، عنقریب میں اسے ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا، اس نے غور کر کے تجویز کی، اسے ہلاکت ہو کیسی

(تجویز) سوچی؟ وہ پھر غارت ہو کس طرح اندازہ کیا، اس نے پھر دیکھا، پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا، پھر پیچھے ہٹ گیا اور غرور کیا اور کہنے لگا یہ تو صرف جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے، سوائے انسانی کلام کے کچھ بھی نہیں۔''

کبھی نبی ﷺ کے بارے میں یہ کہتے کہ انہیں کوئی بشر تعلیم دیتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴾ (۱۶/ النحل:۱۰۳)

''ہمیں بخوبی علم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے اس کی زبان جس کی طرف یہ نسبت کر رہے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن تو صریح عربی زبان میں ہے۔''

کبھی کافروں کی یہ کیفیت ہوتی ہے:

﴿ وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴾

(۶۸/ القلم:۵۱-۵۲)

''اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں، جب کبھی قرآن سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔ درحقیقت یہ (قرآن) تو تمام جہان والوں کے لئے سراسر نصیحت ہی ہے۔''

کبھی قرآن کی تبدیلی کی بات کرتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ ﴾ (۱۰/ یونس:۱۵)

''اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں ہے، یوں کہتے ہیں کہ اس

کے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اس میں کچھ ترمیم کر دیجیے۔ آپ کہہ دیجیے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں۔''

جن لوگوں کا قرآن مجید کے ساتھ اس قسم کا رویہ ہوتا ہے وہ ہدایت سے محروم ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝﴾ (١٦/ النحل: ١٠٤-١٠٥)

''جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے انہیں اللہ کی طرف سے بھی راہنمائی نہیں ہوتی اور ان کے لئے المناک عذاب ہیں۔ جھوٹ افترا تو وہی باندھتے ہیں جنہیں اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا۔ یہی لوگ جھوٹے ہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ۝ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ۝ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝﴾

(١٧/ بنی اسراء یل: ٤٥-٤٨)

''آپ جب قرآن پڑھتے ہیں ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک پوشیدہ حجاب ڈال دیتے ہیں۔ اور ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اسے سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ اور جب آپ صرف اپنے یکتا رب کا تذکرہ اس قرآن میں کرتے ہیں تو وہ روگردانی کرتے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ جس غرض

سے وہ لوگ اسے سنتے ہیں ان (کی نیتوں) سے ہم خوب آگاہ ہیں، جب یہ آپ کی طرف کان لگاتے ہوئے ہوتے ہیں تب بھی اور جب یہ مشورہ کرتے ہیں تب بھی جب کہ یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم اس کی تابعداری میں لگے ہوئے ہو جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ دیکھیں تو سہی، آپ کے لئے کیا کیا مثالیں بیان کرتے ہیں، پس وہ بہک رہے ہیں اب تو راہ پانا ان کے بس میں نہیں رہا۔"

ان کے برعکس قرآن سن کر سیدھی راہ پر آنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ﴿١﴾ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ﴿٢﴾﴾

(۷۲/ الجن:۱۔۲)

"آپ فرما دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو راہِ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لا چکے (اب) ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔"

قرآن سن کر اثر لینے والوں کا ایک اور منظر ملاحظہ کریں، ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾﴾ (۵/ المائدۃ:۸۳۔۸۴)

"اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس تو ہمیں بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔ اور ہمارے پاس کون سا عذر ہے کہ ہم اللہ پر اور جو حق ہم تک پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لائیں اور ہم اس بات

کی امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی رفاقت میں داخل کر دے گا۔"

آیتِ سجدہ کا سیاق وسباق

آیت سجدہ کے سیاق وسباق اللہ تعالیٰ نے کئی قسمیں اٹھا کر اخروی زندگی کو تسلیم کرنے کا تذکرہ کیا گیا اور ان لوگوں پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّهُ ظَنَّ أَن لَّن يَحُورَ ۝ بَلَىٰ ۚ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ ﴾ (٨٤/ الانشقاق:١٤۔٢٠)

"اس کا خیال تھا کہ اللہ کی طرف لوٹ کر ہی نہ جائے گا۔ کیوں نہیں حالانکہ اس کا رب اسے بخوبی دیکھ رہا تھا۔ مجھے شفق کی قسم! اور رات کی! اور اس کی جمع کردہ چیزوں کی قسم! اور چاند کی جب کہ وہ کامل ہو جاتا ہے۔ یقیناً تم ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچو گے۔ انہیں کیا ہو گیا کہ ایمان نہیں لاتے!"

سید مودودی لکھتے ہیں:

تمہیں ایک حالت پر نہیں رہنا ہے بلکہ جوانی سے بڑھاپے، بڑھاپے سے موت، موت سے بَرزَخ، برزخ سے دوبارہ زندگی، دوبارہ زندگی سے میدانِ حشر، پھر حساب وکتاب اور پھر جزا وسزا کی بے شمار منزلوں سے لازماً تم کو گزرنا ہوگا۔ اِس بات پر تین چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے: سورج ڈوبنے کے بعد شفق کی سرخی، دن کے بعد رات کی تاریکی اور اُس میں اُن بہت سے انسانوں اور حیوانات کا سمٹ آنا جو دِن کے وقت زمین پر پھیلے رہتے ہیں، اور چاند کا ہلال سے درجہ بدرجہ بڑھ کر بدرِ کامل بننا۔ یہ گویا چند وہ چیزیں ہیں جو اِس بات کی علانیہ شہادت دے رہی ہیں کہ جس کائنات میں انسان رہتا ہے اس کے اندر کہیں ٹھہراؤ نہیں ہے، ایک مسلسل تغیّر اور درجہ بدرجہ تبدیلی ہر طرف پائی جاتی ہے، لہٰذا کفار کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ موت کی آخری ہچکی کے ساتھ معاملہ ختم

ہو جائے گا۔ [1]

آیتِ سجدہ کے سیاق میں قرآن مجید کو جھٹلانے والوں کے لئے دردناک عذاب جبکہ اہلِ ایمان کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والے ثواب کا اعلان کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ ﴾ (۸۴/ الانشقاق:۲۲۔۲۵)

''بلکہ جنہوں نے کفر کیا وہ جھٹلا رہے ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں رکھتے ہیں، انہیں المناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ ہاں ایمان والوں اور نیک اعمال والوں کو بے شمار اور نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔''

کفار و مومنین اور عذاب و ثواب کا اکٹھا تذکرہ کرنے میں یہ حکمت ہے کہ لوگوں پر دونوں راستے اور ان کا انجام واضح ہو جائے تا کہ وہ برے لوگوں کی راہ پر چلنے سے اپنے آپ کو بچائیں اور نیک لوگوں کی راہ پر چلیں، نیز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں اور اس کی رحمت کی امید رکھیں، وہ اللہ کے عذابوں سے بے خوف بھی نہ ہوں اور نہ اس کی رحمت سے مایوس ہوں، اس لئے کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔

---

[1] تفہیم القرآن ٦/ ٢٩١۔٢٩٢۔

(۱۵)
سورۃ العلق
کا
سجدۂ تلاوت

﴿ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩﴾ (۹۶/ العلق:۱۹)

''ہرگز نہیں! آپ اس کی بات نہ مانیں اور سجدہ کریں اور (اللہ کا) قرب حاصل کریں۔''

اس سورت کی ابتدائی آیات نبی اکرم ﷺ پر پہلی وحی کے طور پر نازل ہوئیں۔ان آیات کے بعد فترۃ الوحی کا زمانہ ہے یعنی پہلی وحی کے نزول کے بعد وحی رک گئی تھی۔وحی جب دوبارہ شروع ہوئی تو سورۃ المدثر کا نزول ہوا۔اس طرح وحی بند ہونے کے بعد نازل ہونے والی پہلی وحی سورۃ المدثر ہے۔

سورۃ العلق میں آخری آیت پر نبی اکرم ﷺ سجدہ تلاوت کیا کرتے تھے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سورۃ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (الانشقاق) اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق) میں سجدہ کیا۔ [1]

آیتِ سجدہ کا پس منظر

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا:

اگر میں نے محمد کو کعبے کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ضرور اس کی گردن کچل دوں گا۔نبی ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا:

((لَوْ فَعَلَهُ لَاَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ)) [2]

''اگر وہ یہ حرکت کرتا تو فرشتے اسے پکڑ لیتے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ابوجہل ادھر سے گزرا تو کہنے لگا:

میں نے تجھے نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اس نے آپ سے سخت دھمکی آمیز

---

[1] مسلم، المساجد، سجود التلاوۃ، ح:۵۷۸؛ابوداود، السجود فی اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ واقرا:۱٤۰۷۔ [2] بخاری، التفسیر، قولہ: ﴿كَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ﴾، ح:٤۹۵۸۔

باتیں کیں۔ آپ نے کڑا جواب دیا تو کہنے لگا:

محمد! تُو مجھے کس چیز سے ڈراتا ہے؟ اللہ کی قسم! اس وادی میں سب سے زیادہ میرے حمایتی اور مجلس والے ہیں، جس پر آیت (سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ) نازل ہوئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر وہ اپنے حمایتوں کو بلاتا تو عذاب کے فرشتے انہیں اسی وقت پکڑ لیتے۔ [1]

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس نے آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر پاؤں رکھنے کا ارادہ کیا کہ یک دم الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کرنے لگا۔ اس سے کہا گیا کہ کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا:

میرے اور محمد کے درمیان آگ کی خندق، ہولناک منظر اور بہت سے پَر ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر یہ میرے قریب ہوتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی نوچ لیتے۔'' [2]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۭ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۭ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۭ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۭ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۭ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۭ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ ڏ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۙ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ ﴾ (۹۶/ العلق:۶۔۱۸)

''ہرگز نہیں بے شک انسان یقیناً حد سے نکل جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو بے پروا (یا تونگر) سمجھتا ہے۔ یقیناً لوٹنا تیرے رب کی طرف ہے۔ (بھلا) اسے بھی تُو نے دیکھا جو ایک بندے کو روکتا ہے۔ جبکہ وہ بندہ نماز پڑھتا ہے۔ بھلا بتلا تو اگر وہ ہدایت پر ہو۔ یا پرہیز گاری کا حکم دیتا ہو۔ بھلا

---

[1] ترمذی، ح:۳۳۴۹؛ مسند احمد، ح: ۱/ ۳۲۹۔

[2] مسلم، صفۃ القیامۃ، ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى﴾، ح:۲۷۹۷۔

دیکھو تو اگر یہ جھٹلاتا ہو منہ پھیرتا ہو تو! کیا اس نے نہیں جانا کہ اللہ اسے یقیناً دیکھ رہا ہے۔ یقیناً اگر یہ باز نہ رہا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ ایسی پیشانی جو جھوٹی خطا کار ہے۔ یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے۔ ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے شخص کی بات ہرگز نہ ماننا، یہ ابو جہل انتہائی سرکش تھا۔ یہ فرعون سے بھی بڑھ کر تھا۔ امام رازی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرعون کے بارے میں صرف طَغٰی (اس نے سرکشی کی) فرمایا جبکہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں لَیَطْغٰی فرمایا تو مزید تاکید سے معلوم ہوا کہ یہ فرعون سے بدتر تھا۔ اس کی بدتری کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ہنوز فرعون کے پاس نہیں گئے تھے، جبکہ ابو جہل نے افضل المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو عداوت سے روک دیا تھا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ فرعون کو مصر کی سلطنت حاصل تھی اس کے باوجود وہ صرف زبان سے ربوبیت کا مدعی تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے قتل و ایذا کے درپے نہ تھا، ابو جہل اپنی حقیر مالیت پر اس قدر اترایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل و ایذا کے درپے تھا۔ ایک سبب یہ بھی ہے کہ فرعون نے پہلے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ احسان کیا اور آخر میں جب غرق ہونے لگا تو بولا کہ اٰمَنْتُ (میں ایمان لے آیا) یعنی بنی اسرائیل جس رب پر ایمان لائے ہیں میں بھی اسی پر ایمان لایا۔ اس کے برعکس ابو جہل ابتدا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر حسد کرتا کہ بنی ہاشم میں ایسا اچھا شخص کیوں ہوا! جب بدر میں فرشتے کے زخم لگانے سے جان بلب تھا تو عبد اللہ بن مسعود سے پوچھنے لگا کہ کس کی فتح ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح ہے، پھر کہنے لگا کہ محمد سے کہنا کہ ابو جہل اس حالت میں مرتا ہے کہ محمد سے بڑھ کر کسی کے ساتھ اسے عداوت نہیں۔ [1]

---

[1] تفسیر کبیر

اس کی لاش کو گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا تھا۔

جھوٹے، متکبر اور بداخلاق کا کہنا نہ ماننا

کفار و مشرکین، متکبر و سرکش اور بداخلاق لوگوں کا کہنا ماننے کی شریعت میں ممانعت کر دی گئی ہے۔ غلط کام پر اکسانے والوں کی بھی بات نہیں ماننی چاہیے، اس سلسلے کی چند آیات ملاحظہ کریں:

۱۔ ﴿ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ (۱۸/ الکھف: ۲۸)

''اور آپ اس شخص کا کہنا مت مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اُس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا تھا۔''

۲۔ ﴿ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾

(۲۵/ الفرقان: ۵۲)

''آپ کافروں کا کہنا نہ ماننا اور اس کے ساتھ ان سے جہاد کیجیے، بہت بڑا جہاد۔''

۳۔ ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۱)

''نبی! اللہ کا تقویٰ اختیار کیجیے، اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے، یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۔''

۴۔ ﴿ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۴۸)

''اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ ماننا اور ان کی ایذا رسانی کی پروا نہ کرنا اور اللہ پر بھروسہ رکھنا اور کارساز کے طور پر اللہ کافی ہے۔''

۵۔ ﴿ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّۭ

بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ (٦٨/ القلم:٨-١٣)

''آپ ان جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کاش! آپ نرمی کریں تو وہ بھی نرمی کریں۔ اور کسی ایسے شخص کا کہنا مت مانیں جو بہت قسمیں اٹھانے والا ذلیل ہے۔ جو بہت طعنے دینے والا، چغلی میں بہت دوڑ دھوپ کرنے والا ہے۔ خیر کو بہت روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، سخت گناہ گار ہے۔ سخت مزاج ہے، اس کے علاوہ بدنام ہے۔''

٦۔ ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا﴾

(٧٦/ الدهر: ٢٤)

''آپ اپنے رب کے فیصلے تک صبر کیجیے اور ان میں سے کسی گناہ گار یا بہت ناشکرے کا کہنا نہ مانیں۔''

سورۃ الکٰفرون میں بھی کافروں کے غلط مطالبات کو نہ ماننے کا پُرزور اعلان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿۶﴾﴾ (الکٰفرون)

''آپ کہہ دیجیے کہ اے کافرو! نہ مَیں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی مَیں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ مَیں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی مَیں عبادت کر رہا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔''

والدین، جن کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے، بھی اگر کوئی ناجائز مطالبہ کریں تو ان کی بات بھی نہیں ماننی چاہیے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾

(۲۹/ العنکبوت: ۸)

''ہم نے ہر اِنسان کو اُس کے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے، ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کر لیں جس کا آپ کو علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ مانیے، تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، پھر اس چیز کی جو تم کرتے تھے تمہیں خبر دوں گا۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۖ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾ (۳۱/ لقمٰن: ۱۵)

''اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تُو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے۔ تم جو کچھ کرتے ہو اُس سے پھر مَیں تمہیں خبردار کر دوں گا۔''

اگر کوئی سرپھرا شخص آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اکساتا ہے اور اس کے آگے سجدہ کرنے سے روکتا ہے تو آپ اس مردود کی اس حرکت کو خاطر میں نہ لائیں، اللہ تعالیٰ کی بندگی بجا لائیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہو جائیں، جس کے صلے میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔

قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ

نیک اعمال قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ ان اعمال میں فرض نماز اور سجدہ سرِفہرست ہیں۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے:

((وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهٗ عَلَیْهِ)) [1]

---

[1] بخاری، الرقاق، التواضع، ح: ۶۵۰۲۔

"میرا بندہ میرا قرب حاصل کرنے کے لئے جو اعمال بجالایا اس میں میرے نزدیک اس سے محبوب عمل کوئی نہیں جو کہ میں نے اس پر فرض کر دیا ہو۔"

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُمِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ)) [1]

"سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہٰذا (سجدے میں) بہت زیادہ دعا کیا کرو۔"

رات کی عبادت بھی قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ [2]

نوٹ: نماز کی تفصیلی برکات کے لیے دیکھیے ہماری کتاب "شوقِ عمل"۔

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا مقصد بھی قربتِ الٰہی کا حصول ہونا چاہیے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (۹/ التوبۃ: ۹۹)

"اور بعض اہلِ دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے عنداللہ قرب حاصل کرنے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں، یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لیے موجبِ قربت ہے، انہیں اللہ ضرور اپنی رحمت میں داخل کرے گا، اللہ بڑی مغفرت والا، بڑی رحمت والا ہے۔"

قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ بھی وہی اختیار کرنا چاہیے جس کا شریعت میں ثبوت ملتا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو غلط طریقے سے قربِ الٰہی کے متلاشی ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] مسلم ، الصلاۃ ، مایقال فی الرکوع والسجود ، ح: ٤٨٢۔

[2] ترمذی ، الدعوات ، باب: ١٠٢ ، ح: ٣٥٤٩۔

﴿ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ (۳۹/ الزمر :۳)

''خبردار! اللہ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے، اور جن لوگوں نے اس کے سوا ولی (کارساز) بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کررہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا، جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ راہ نہیں دکھاتا۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ ۚ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴾

(۴۶/ الاحقاف :۲۸)

''تو قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ تو ان سے کھو گئے، (بلکہ دراصل) یہ ان کا محض جھوٹ اور (بالکل) بہتان تھا۔''

آیتِ سجدہ کا سیاق

سورۃ العلق کے بعد سورۃ القدر ہے جس کی پہلی آیت میں ﴿ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴾ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان اقرأ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ایک ربط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العلق کو حکم سجدہ وقرب پر ختم کیا، قرب کا مقصود یہ ہے کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی جاری وساری رحمت کو سمیٹے۔ نماز قرآن کے بغیر نہیں پڑھی جاسکتی اور قرآن خود بھی رحمت ہے، جس وقت نازل ہوا وہ بھی رحمت تھا۔ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ جس میں جبریلِ امین اور دیگر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ یہ بابرکت رات سراسر سلامتی والی ہے۔

مؤلف کی تحریری کاوشیں

① شوقِ عمل، ارکانِ اسلام کی ترغیب، قرآنِ مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں (مطبوع)
② سیاحتِ امت المعروف بہ شوقِ جہاد، قرآن اور معتبر احادیث کی روشنی میں (مطبوع)
③ مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن (مطبوع) ④ فتاویٰ افکارِ اسلامی (مطبوع)
⑤ خوش نصیبی کی راہیں (طریق الهجرتین..... ازامام ابن قیم کا ترجمہ اور تلخیص و تعلیق) (مطبوع)
⑥ جہنم اور جہنمیوں کے احوال (النار حالها واحوال اهلها کا ترجمہ و تعلیق) (مطبوع)
⑦ جنت میں خواتین کے لیے انعامات (احوال النساء فی الجنة کا ترجمہ و تعلیق) (مطبوع)
⑧ غسل، وضو اور نماز کا طریقہ، مع قرآنی دعائیں اور اذکار (الوضوء والغسل والصلاة ازشیخ محمدبن صالح العثیمین کا ترجمہ و تعلیق) (مطبوع) ⑨ بدعات کا انسائیکلو پیڈیا (قاموس البدع کا ترجمہ و استدراک) (مطبوع) ⑩ مقامِ قرآن (تالیف: میاں انوار اللہ / راقم الحروف) (مطبوع)
⑪ انسان اور قرآن (تالیف: میاں انوار اللہ / راقم الحروف) (زیرِ طبع)
⑫ علوم اسلامیہ (نصابی کتاب) (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی / راقم الحروف) (مطبوع)
⑬ اسلامی تعلیمات (نصابی کتاب) (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی / راقم الحروف) (مطبوع)
⑭ سجدۂ تلاوت کے احکام اور آیاتِ سجدہ کا پیغام (زیرِ طبع) ⑮ تفسیر معارف البیان (الفاتحہ، البقرہ: ا۔۵۰) (مطبوع) ⑯ تفسیر میں عربی لغت سے استدلال کا منہج (علومِ اسلامی میں پی ایچ ڈی کا مقالہ (زیرِ طبع) ⑰ صداقت نبوتِ محمدی (دلائل النبوة از ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار کا ترجمہ و تعلیق) (زیرِ طبع)
⑱ اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات اور اعمال و آداب، شرح اربعین نووی (زیرِ طبع)
⑲ فرقہ پرستی کے اسباب اور ان کا حل (الافتراق۔اسبابها وعلاجها کا ترجمہ و تعلیق) (زیرِ طبع)
⑳ دنیا ڈھلتی چھاؤں (الدنیا ظل زائل کا ترجمہ) (زیرِ طبع)
㉑ التأثیر الاسلامی فی شعر حالی الأردی (عربی زبان و ادب میں مقالہ برائے ایم اے رایم فل) (عربی) (زیرِ طبع)

نظر ثانی شدہ کتب

① صحیح ابن خزیمہ (اردو ترجمہ و شرح) ② مشکوٰۃ المصابیح (اردو ترجمہ) ③ المسند فی عذاب القبر ازمولانا محمد ارشد کمال ④ حدیث اور خدام حدیث ازمیاں انوار اللہ ⑤ الاسماء الحسنیٰ ازمیاں انوار اللہ
⑥ ذکر اللہ کے فوائد از پروفیسر عنایت اللہ مدنی ⑦ عذاب قبر قرآن کی روشنی میں ازمولانا محمد ارشد کمال
⑧ حقانیت اسلام از پروفیسر محمد انس

سجدۂ تلاوت کے احکام
اور
آیاتِ سجدہ کا پیغام